

باسمہ تعالیٰ

سلسلہ: اصلاح معاشرہ

اضافہ شدہ جدید ایڈیشن

رسول اللہ ﷺ کا خواتین کو اہم خطاب

مصنف
مفتی محمد رضوان

ادارہ مخفران راولپنڈی پاکستان

باسمہ تعالیٰ

بلسلسلہ: اصلاح معاشرہ

اضافہ شدہ ایڈیشن

رسول اللہ ﷺ کا خواتین کو اہم خطاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اہم خطاب جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے جہنم میں کثرت سے جانے کے متعلق فرمایا۔
اس خطاب میں خواتین کو فرمائی گئی اہم نصائح و ہدایات کی تشریح و تفصیل
خواتین کے کثرت سے جہنم میں جانے کے اسباب و وجوہات
اور خواتین کو جہنم سے بچانے والے اعمال کی نشاندہی کی گئی ہے

مصنف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: رسول اللہ ﷺ کا خواتین کو اہم خطاب

مصنف: مفتی محمد رضوان

طباعت اول: شوال/ ۱۴۲۸ھ نومبر/ 2007ء طباعت سوم: رمضان ۱۴۳۳ھ اگست 2012ء

۸۴

صفحات:

ملنے کے پتے

کتب خانہ ادارہ غفران: چاہ سلطان، گلی نمبر 17، راولپنڈی۔ فون: 051-5507270

ادارہ اسلامیات: ۱۹۰، انارکلی، لاہور۔ فون: 042-37353255

کتب خانہ رشیدیہ: مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی۔ فون: 051-5771798

دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔ فون: 021-32631861

مکتبہ سید احمد شہید: 10-الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37228196

مکتبہ اسلامیہ: گامی اڈہ، امیٹ آباد۔ فون: 0992-340112

ادارہ اشاعت النیر: شاہین مارکیٹ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ فون: 061-4514929

ادارۃ المعارف: دارالعلوم کراچی۔ فون: 021-35032020

مکتبہ سراجیہ: چوک سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا۔ فون: 048-3226559

مکتبہ شہید اسلام، متصل مرکزی جامع مسجد (لال مسجد) اسلام آباد۔ فون: 0321-5180613

ملت پبلیکیشنز بک شاپ: شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد۔ فون: 051-2254111

ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فورہ، ملتان۔ فون: 061-4540513

مکتبہ العارفی: نزد جامعہ امدادیہ، ستیانہ روڈ، فیصل آباد۔ فون: 041-8715856

کتب خانہ شمس، نزد ایری گیٹن مسجد، سرپاب روڈ، کوئٹہ۔ فون: 0333-7827929

مکتبہ معارف القرآن، دارالعلوم کراچی۔ فون: 021-35123130

تاج مکتبی، لیاقت روڈ، گوالمنڈی، راولپنڈی۔ فون: 051-5774634

مکتبہ القرآن: گور و مندر، علامہ بخاری ٹاؤن، کراچی۔ فون: 021-34856701

مکتبہ الفرقان، اردو بازار، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4212716

مکتبہ القرآن: رسول پلازہ، امین پورہ بازار، فیصل آباد۔ فون: 041-2601919

اسلامی کتب خانہ، پھولوں والی گلی، بلاک نمبر 1، سرگودھا۔ فون: 048-3712628

اسلامی کتاب گھر: خیابان سرسید، سیکٹر 2، عظیم مارکیٹ، راولپنڈی۔ فون: 051-4830451

مکتبہ قاسمیہ، افضل مارکیٹ، 17، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37232536

انجیل پبلیک ہاؤس: اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔ فون: 051-5553248

قرآن محل، اقبال مارکیٹ، کمیٹی چوک، راولپنڈی۔ فون: 0321 0312-5123698

فہرست

صفحہ نمبر ﴿	مضامین ﴿	شمار نمبر ﴿
۴	تمہید	۱
۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواتین کو اہم خطاب	۲
۱۰	خواتین کا کثرت سے جہنم میں جانا اور اس کے اسباب	۳
۱۳	خواتین کے پانچ عیب	۴
۱۵	(۱).....خواتین کا کثرت سے لعنت ملامت کرنا	۵
۱۸	(۲).....خواتین کا خصوصاً شوہر کی ناشکری کرنا	۶
۴۰	(۳).....خواتین کا عقل مند مردوں پر غالب آنا	۷
۴۷	(۴، ۵).....خواتین میں عقل اور دین کی کمی	۸
۵۴	خواتین کو جہنم سے بچنے کے لئے دوا اعمال کا حکم	۹
۵۵	(۱).....پہلا عمل: زکاۃ وصدقہ کا اہتمام	۱۰
۶۱	عورتوں میں زیور اور مال کی محبت اور ریاکاری کا مرض	۱۱
۷۳	خواتین کی زکاۃ کے بارے میں غفلت	۱۲
۷۵	خواتین کی قربانی کرنے میں غفلت	۱۳
//	خواتین کی صدقہ فطرا داکر کرنے میں غفلت	۱۴
//	زکاۃ و صدقات کے مصرف سے متعلق اہم ہدایت	۱۵
۷۷	(۲).....دوسرا عمل: استغفار کا اہتمام	۱۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

(از مؤلف)

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے اسباب کے درجہ میں جو توالد و تناسل کا سلسلہ شروع فرمایا، وہ زوجین یعنی مرد و عورت کے جوڑے پر مشتمل تھا، اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف موقعوں پر انسانوں کو مرد و عورت کی شکل میں جوڑے بنانے کا انعام و احسان کے انداز میں ذکر فرمایا ہے۔ ۱۔

دنیا میں دو چیزیں ایسی ہیں کہ جو اس عالم کی بقاء، اس کی تعمیر و ترقی اور اس کی رونق میں ایک بڑے ستون کا درجہ رکھتی ہیں، وہ دو چیزیں یہ ہیں:

(۱)..... ایک عورت (۲)..... دوسرے دولت

لیکن بعض اوقات یہی دو چیزیں دنیا میں فساد، خون ریزی اور طرح طرح کے فتنوں کا سبب بھی بن جاتی ہیں، فرق اتنا ہے کہ جب یہ دونوں چیزیں اپنے اصل مقام اور مرکز و موقع پر رہتی ہیں، تو ایک مثالی معاشرہ تشکیل پاتا ہے، جو ہر قسم کی بے اعتدالی سے پاک ہوتا ہے اور اس میں ہر انسان کے حقوق کی رعایت ہوتی ہے؛ جہاں تک عورت کا تعلق ہے تو اسلام نے عورت کے متعلق ایسے رہنما اصول پیش کیے ہیں کہ ان کو اختیار کرنے کے نتیجے میں عورت

۱۔ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا (سورة النحل، رقم الآية، ۷۲)
وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (سورة الروم، رقم الآية، ۲۱)
وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا (سورة فاطر، رقم الآية، ۱۱)
فَاطْرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذُرُّكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (سورة الشورى، رقم الآية ۱۱)
وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًا (سورة النبأ، رقم الآية ۸)

صحیح معنی میں عورت کہلائی جاسکتی ہے۔

اور ان اصولوں کو پامال کر کے عورت ایک فتنہ و آزمائش کی شکل اختیار کر لیتی ہے، اور اس کے نتیجہ میں شوہر اور اولاد کے علاوہ پورا گھرانہ بلکہ پورا خاندان فتنہ و آزمائش کی لپیٹ میں آ جاتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے عورتوں کو بھی اندھیرے میں نہیں چھوڑا، ان کے نفسانی و روحانی امراض کی بھی نشاندہی فرمادی، اور ساتھ ہی ان امراض سے بچنے کے طریقے و نسخے بھی تجویز فرمادیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے جہنم میں کثرت سے جانے کے متعلق بہت جامع خطاب فرمایا، جو ہر مسلمان عورت کی ضرورت ہے۔

اس مختصر رسالہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطاب کی تشریح و توضیح پیش کر کے خواتین کی اصلاح و رہنمائی کی کوشش کی گئی ہے، اور اس سے پہلے کی اشاعت کے مقابلہ میں موجودہ اشاعت میں کچھ اضافات کئے گئے ہیں، اور عبارات و حوالہ جات پر نظر ثانی کر کے اصلاحات شامل کی گئی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول و منظور فرمائیں۔

اور جملہ مومنات و مسلمات کے لئے مفید و قابل عمل بنائیں۔ آمین۔

فقط۔ محمد رضوان

۲۰ شعبان/۱۴۳۱ھ 02 / اگست/ 2010ء بروز پیر

نظر ثانی و اصلاح: ۶/ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ 26 جولائی 2012ء، بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

بسم الله الرحمن الرحيم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا



خواتین کو اہم خطاب

حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَانْكُرْنَ الْإِسْتِغْفَارَ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ جَزَلَةٌ وَمَالَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ تُكْفِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلِ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِدَى لُبِّ مَنْكُنَّ، قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا نَقْصَانُ الْعَقْلِ وَالْدِّينِ؟ قَالَ أَمَّا نَقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةُ رَجُلٍ فَهَذَا نَقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمَكُّثُ اللَّيَالِي مَا تَصَلِّي وَتَفْطُرُ فَيُ رَمَضَانَ فَهَذَا نَقْصَانُ الدِّينِ (مسلم) ۱

ترجمہ: اے خواتین کے گروہ! تم صدقہ دیا کرو، اور کثرت سے استغفار (اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب) کیا کرو، کیونکہ میں نے تمہیں کثرت سے جہنم میں دیکھا ہے، ایک سمجھ دار عورت نے (اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) سوال

۱۔ رقم الحدیث ۱۳۲ "۷۹" کتاب الایمان، باب بیان نقصان ایمان بنقص الطاعات الخ، واللفظ لہ، ابن ماجہ، رقم الحدیث ۴۰۰۳، مسند احمد، رقم الحدیث ۵۳۴۳، عن ابن عمر، ترمذی، رقم الحدیث ۲۶۱۳ عن ابی ہریرۃ .

قال الترمذی: وفي الباب عن أبي سعيد، وابن عمر: هذا حديث حسن (حوالہ بالا)

کیا کہ ہم کثرت سے جہنم میں کیوں جائیں گی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو) تم لعن طعن کثرت سے کرتی ہو (بد دعائیں دیتی ہو، ایک دوسرے پر لعنت بھیجتی ہو) اور (دوسرے) تم اپنے ساتھ رہنے والے (یعنی شوہر وغیرہ) کی ناشکری کرتی ہو (شوہر کی نعمت کا انکار کرتی ہو اور اس کے احسانات کو بھول جاتی ہو) میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ عقل مند پر غالب آ جانے والا کوئی نہیں دیکھا (یہ بھی تمہارے زیادہ جہنمی ہونے کا سبب ہے، اس پر) اس خاتون نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول عورتوں کی عقل اور دین کس طرح ناقص ہے؟ اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عقل کا نقصان تو یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے، یہ تو عقل کا نقصان ہوا، اور (دین کا نقصان یہ ہے کہ) مخصوص ایام میں عورتیں نماز نہیں پڑھ سکتیں اور رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتیں تو یہ دین کا نقصان ہوا (مسلم)

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواتین کو خطاب کے یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، تَصَدَّقْنَ، وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ، فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ جَهَنَّمَ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ لَيْسَتْ مِنْ عِلْيَةِ النِّسَاءِ: وَبِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَحْنُ أَكْثَرُ أَهْلِ جَهَنَّمَ؟ قَالَ: إِنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، وَمَا وَجَدَ مِنْ نَاقِصِ الدِّينِ وَالرَّأْيِ أَغْلَبَ لِلرِّجَالِ ذَوِي الْأَمْرِ، عَلَى أُمُورِهِمْ مِنَ النِّسَاءِ، قَالُوا: وَمَا نَقْصُ دِينِهِنَّ وَرَأْيِهِنَّ؟ قَالَ: أَمَّا نَقْصُ رَأْيِهِنَّ فَجُعِلَتْ شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ، وَأَمَّا نَقْصُ دِينِهِنَّ فَإِنَّ إِحْدَاهُنَّ تَقْعُدُ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ

يَوْمَ وَلَيْلَةٍ لَا تَسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً (مستدرک حاکم) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ کیا کرو، اگرچہ اپنے زیور میں سے ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ تم زیادہ اہل جہنم میں ہوگی، یہ سن کر ایک عورت نے کہا جو کہ کوئی اونچے درجے کی نہیں تھی، کہ اے اللہ کے رسول! ہم کثرت سے اہل جہنم میں سے کیوں ہوگی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ایک تو) تم لعن طعن کثرت سے کرتی ہو، اور (دوسرے) تم اپنے ساتھ رہنے والے (یعنی شوہر وغیرہ) کی ناشکری کرتی ہو، اور دین اور رائے میں ناقص ترین ہونے کے باوجود بڑی رائے والے لوگوں کے معاملات پر عورتوں سے زیادہ کسی کو غالب آنے والا نہیں پایا گیا، انہوں نے کہا کہ عورتوں کے دین اور ان کی رائے کا نقصان کیا ہے؟ (اس کے جواب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کی رائے کا نقصان تو یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے، اور عورتوں کے دین کا نقصان یہ ہے کہ عورتوں میں سے جتنے دن اور رات اللہ تعالیٰ چاہیں (ناپاکی کی حالت میں) عورت اللہ کو سجدہ کرنے سے رُک رہتی ہے (حاکم)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ترمذی) ۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا، اور فرمایا کہ اے عورتوں

۱۔ رقم الحدیث ۲۷۷۲، ج ۲ ص ۲۰۷، کتاب النکاح، واللفظ لہ، مسند الحمیدی، رقم الحدیث ۹۸.

قال الحاکم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه "

وقال الذهبی فی التلخیص: صحيح.

۲۔ رقم الحدیث ۲۳۵، کتاب الزکاة، باب ما جاء فی زکاة الحلی.

کی جماعت! تم صدقہ کیا کرو، اگرچہ اپنے زیوروں میں سے ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ تم قیامت کے دن زیادہ اہل جہنم میں سے ہوں گی (ترمذی) اور اسی قسم کی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ ۱ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواتین کو عید کے دن خطاب اس طرح مروی ہے کہ:

ثُمَّ مَضَى حَتَّى آتَى النِّسَاءَ فَوَعَّظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُمْ حَطْبُ جَهَنَّمَ. فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ لِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لِأَنَّكُمْ تَكْثُرُونَ الشُّكَاةَ وَتَكْفُرُونَ الْعَشِيرَ. قَالَ فَجَعَلَنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ يُلْقِينَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ مِنْ أَقْرِطِهِنَّ وَخَوَاتِمِهِنَّ (مسلم) ۲

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کے مجمع کی طرف تشریف لے گئے، اور ان کو وعظ و تذکیر فرمائی (جس میں ان کو تقویٰ کا حکم فرمایا) اور فرمایا کہ تم صدقہ دیا کرو، کیونکہ تم اکثر جہنم کا ایندھن بنو گی۔ خواتین میں سے ایک سمجھدار عورت نے جس کے چہرے میں سیاہی اور کچھ تغیر تھا، کہا کہ اے اللہ کے رسول! عورتیں اکثر جہنم کا ایندھن کیوں بنیں گی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیونکہ تم شکوے شکایت کثرت سے کرتی ہو، اور تم اپنے ساتھ رہنے والے (یعنی شوہر وغیرہ) کی ناشکری کرتی ہو۔ یہ سن کر خواتین نے اپنے زیورات صدقہ کرنے

۱ عن عبد الله، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال " تصدقن يا معشر النساء، ولو من حليكن، فإنكن أكثر أهل النار " فقامت امرأة ليست من عليّة النساء، فقالت: لم يا رسول الله؟ قال " :لأنكن تكثرن اللعن، وتكفرن العشير " (مسند احمد، رقم الحديث ۳۵۶۹)

فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغيره وهذا سند محتمل للتحسين.

۲ رقم الحديث ۸۸۵ "۳" کتاب صلاة العیدین، واللفظ له؛ سنن نسائی، رقم الحديث ۱۵۷۵، باب قیام الامام فی الخطبة متوکنا علی انسان، مسند احمد، رقم الحديث ۱۴۴۲۰.

شروع کر دیئے، اور حضرت بلال کے کپڑے میں اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں ڈالنے لگیں (مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو کثرت سے جہنم میں جو دیکھا تھا وہ یا تو معراج کی رات میں تھا یا پھر سورج گرہن کی نماز پڑھتے وقت تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہنم کے بعض حالات کا اللہ تعالیٰ نے مشاہدہ کرایا تھا۔ ۱

خواتین کا کثرت سے جہنم میں جانا اور اس کے اسباب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو جو خطاب فرمایا، اس سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ عورتیں کثرت سے جہنم میں جائیں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خواتین کے جہنم میں کثرت سے جانے اور جنت میں کم مقدار میں جانے کی اور احادیث بھی مروی ہیں۔

چنانچہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا الشَّعْبِ فَإِذَا غُرَبَانِ كَثِيرَةٌ وَإِذَا غُرَابٌ أَغْصَمُ أَحْمَرُ الْمُنْقَارِ وَالرَّجُلَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا كَقَدَرِ هَذَا الْغُرَابِ فِي هَذِهِ الْغُرَبَانِ (مسند درک حاکم) ۱

۱۔ قولہ ”فانی رأی کن الخ“ ای لیلۃ الاسراء۔ نعم استفاد من حدیث ابن عباس عند البخاری فی صلاة الکسوف ان الرؤیة وقعت فی حال صلاة الکسوف۔ واللہ اعلم (فتح الملہم شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۶۶، باب بیان نقص الايمان بنقص الطاعات)

۲۔ رقم الحدیث ۸۸۸۲، ج ۳ ص ۶۴۵، کتاب الاحوال، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث ۹۲۳۳، شعب الايمان للبيهقي رقم الحدیث ۷۳۳۳، مسند ابی یعلیٰ الموصلی رقم الحدیث ۷۳۳۳، مسند احمد رقم الحدیث ۱۷۷۷۰، و رقم الحدیث ۱۷۸۲۶۔

قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس وادی میں تھے کہ اس وادی میں بہت زیادہ کوئے تھے، جن میں ایک آدھ اعصم تھا کہ جس کی چونچ اور پیر سرخ تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کو دیکھ کر) فرمایا کہ خواتین میں سے عورتیں صرف اتنی تھوڑی مقدار میں جنت میں داخل ہوگی، جتنی تھوڑی مقدار (تناسب) اس (سرخ چونچ و پاؤں والے) کوئے کی دوسرے بہت زیادہ کوؤں کے درمیان ہے (حاکم)

اسی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطاب میں خواتین کے کثرت سے جہنم میں جانے کی وجوہات اور ان کا حل بھی بیان فرمادیا۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو کثرت سے جہنم کے عذاب میں اس لئے مبتلا کیا جائے گا کہ ایک تو عورتیں عام طور پر لعن طعن بہت کرتی ہیں، دوسرے شوہر کی ناشکری بہت کرتی ہیں اور تیسرے عقل مندوں پر غالب آ کر ان کے گناہوں میں مبتلا ہونے اور غلطیوں کے کرانے کا سبب بنتی ہیں، حالانکہ مردوں کے مقابلہ میں عورتوں میں ناقص العقل ہونے کا عیب پایا جاتا ہے، اسی وجہ سے دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کی گواہی کے برابر رکھا گیا ہے، اور اسی کے ساتھ مردوں کے مقابلہ میں عورتوں میں ناقص الدین ہونے کا عیب بھی پایا جاتا ہے، اور وہ اس طرح کہ عورتیں مخصوص ایام میں نماز، روزہ کی عبادت انجام

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال العجلونی:

روی الإمام أحمد والنسائی عن عمرو بن العاص بسند صحيح (كشف الخفاء تحت حدیث رقم ۲۷۶۵)

وقال الہیثمی:

رواه احمد ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۴۰۰، باب فیمن یدخل الجنة من النساء)

وقال العراقي:

واسناده صحيح، وهو فی السنن الكبرى للنسائی (تخریج احادیث الاحیاء، تحت حدیث رقم ۱۲۷۷)

نہیں دے سکتیں۔

اس کا تقاضا یہ تھا کہ عورتیں گناہوں سے بچ کر اور شوہروں کی اطاعت کر کے اپنے دین و عقل کے نقصان کے اثرات سے اپنے آپ کو بچائیں اور محفوظ کرتیں، مگر وہ اس کے برعکس مختلف گناہ کر کے اپنے دین کو مزید ناقص و کمزور کر لیتی ہیں، اور شوہروں کی اطاعت نہ کر کے اپنی عقلوں کو مزید ناقص بنانے کا سبب بنتی ہیں۔

ساتھ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو جہنم کے عذاب سے بچنے کا یہ طریقہ ارشاد فرمایا کہ وہ ایک تو زکاۃ و صدقہ کا اہتمام کیا کریں، اور دوسرے کثرت سے استغفار کیا کریں، کیونکہ یہ دونوں عمل جہنم کے عذاب سے بچانے میں بہت مؤثر ہیں (جیسا کہ تفصیل کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ آگے ذکر آئے گا)



خواتین کے پانچ عیب

اس طرح اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجموعی طور پر خواتین کے پانچ عیب بیان فرمادیئے ہیں۔

اُن میں سے ایک عیب تو یہ ہے کہ خواتین لعن طعن بہت کرتی ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ شوہر کی بہت ناشکری کرتی ہیں اور تیسرا یہ ہے کہ عقل مند مردوں پر غالب آتیں اور اُن کی عقل و دین کو اُچکنے کا باعث بن جاتیں ہیں۔

خواتین کے یہ تین عیب تو اختیاری ہیں۔

اسی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں خواتین کے دو مزید غیر اختیاری عیب بھی بتلائے ہیں، اُن میں سے ایک عیب تو عقل کی کمی ہے اور دوسرا عیب دین کی کمی ہے۔ اس طرح یہ اختیاری و غیر اختیاری عیب ملا کر کل پانچ عیب ہو گئے۔

خواتین کو اپنے ان عیوب اور امراض کی تفصیل معلوم ہونا ضروری ہے تاکہ وہ ممکنہ حد تک اپنی اصلاح کر کے اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کا سامان کر سکیں۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے پانچ عیب بیان

فرمائے ہیں، ان میں دو عیب تو وہ ہیں جن میں اپنے اختیار کو دخل نہیں اور تین عیب

اختیاری ہیں، وہ دو عیب جن میں اختیار کو دخل نہیں، یہ ہیں:

(۱)..... عقل کی کمی (۲)..... اور دین کی کمی۔

اور تین اختیاری یہ ہیں:

(۱)..... کثرت سے لعنت ملامت کرنا (۲)..... ناشکری کرنا (۳)..... ہوشیار

مرد کو بے عقل کر دینا۔

اختیاری عیب تو اس لیے بیان فرمائے ہیں کہ ان سے واقف ہو کر علاج کی فکر کریں، اور جو عیب اختیاری نہیں اور علاج سے نہیں جاسکتے اُن کو اس لیے بیان فرمایا کہ اپنے اندر ان عیبوں کو دیکھ کر غرور جاتا رہے، اس لیے کہ عورتوں میں غرور کا مرض بہت ہوتا ہے، ذرا سا کمال ہوتا ہے (عورت ذات کو حاصل ہو جائے، یا اس میں پیدا ہو جائے) اس کو بہت کچھ سمجھتی ہیں، اور غرور ہمیشہ جہالت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے.....

اور عورتوں میں یہ مرض زیادہ ہے اگر کوئی عورت ذرا نماز اور تلاوت کی پابند ہو جاتی ہے تو اپنے کو راجعہ بصر یہ سمجھنے لگتی ہے اور (اپنے مقابلہ میں) ہر ایک کو حقیر سمجھتی ہے“ (تہذیب المواعظ ج ۱ ص ۶۲۰، ۶۲۱، ملخصاً، وعظ عورتوں کی اصلاح)

”اور جہالت ہی کی وجہ سے فخر اور غرور ہوتا ہے، اور جس قدر عقل کم ہوتی ہے یہ مرض غرور کا زیادہ ہوتا ہے چنانچہ مردوں کی نسبت عورتوں میں یہ مرض زیادہ ہے۔ حاصل (خلاصہ) یہ ہے کہ غیر اختیاری عیبوں پر نظر اور توجہ ہونے سے یہ مرض کم ہوتا ہے“ (تہذیب المواعظ ج ۱ ص ۶۲۲ و ۶۲۳، وعظ عورتوں کی اصلاح)

”اس حدیث میں تین (اختیاری) عیب بیان فرمائے گئے ہیں اور یہ تین عیب ایسے ہیں کہ باقی تمام عیبوں کا تعلق انہیں تین سے ہے، بعض عیبوں کا تو ان سے یہ تعلق ہے کہ وہ ان سے پیدا ہوتے ہیں جیسے غیبت اور چغل خوری کہ یہ بھی لعنت ملامت کرنے سے پیدا ہوتی ہے اور نا اتفاقی، لڑائی جھگڑے وغیرہ، ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینے سے پیدا ہوتے ہیں اور بعض عیبوں کا ان سے یہ تعلق ہے کہ خود یہ ان سے پیدا ہوتے ہیں، جیسے خاوند کی ناشکری حرص اور طمع سے پیدا ہوتی ہے، اسی طرح غرور کرنے سے سب کا تعلق معلوم ہو سکتا ہے، پس ان تینوں کی اصلاح ضروری ہوئی“ (تہذیب المواعظ ج ۱ ص ۶۳۵ و ۶۳۶، وعظ عورتوں کی اصلاح)

بہر حال ان عیبوں کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عورتیں اپنے آپ کو تکبر و غرور میں مبتلا نہ کریں اور اپنے ان عیبوں کی اصلاح کر کے جہنم سے بچنے کا سامان کریں۔

(۱)..... خواتین کا کثرت سے لعنت ملامت کرنا

خواتین کے جہنم میں کثرت سے جانے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے ایک وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمائی کہ:

تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ

”تم لعن طعن کثرت سے کرتی ہو“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ بات ارشاد فرمائی وہ مشاہدہ کے عین مطابق ہے، کہ واقعاً خواتین لعنت و ملامت بہت کرتی ہیں، خواتین کا دوسروں کو، گوسنا، پیٹنا، برا بھلا کہنا، الٹی سیدھی باتیں زبان سے نکالنا، بہت مشہور ہے اور گویا کہ یہ عورتوں کا خاص مشغلہ ہے۔ اور اکثر خواتین دوسرے لوگوں کو تو لعن طعن کرتی ہی ہیں، اسی کے ساتھ اپنے شوہر کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی برتاؤ کرتی ہیں۔ ۱

عورتیں جب کو سنے پیٹنے اور لعن طعن پر آتی ہیں تو انسان، جانور اور چھوٹے بڑے کسی چیز کو بھی نہیں دیکھتیں، شوہر ہو، اولاد ہو، بہن ہو، چوپایہ ہو، آگ ہو، پانی ہو، گھر ہو، بجلی ہو، جس چیز پر بھی غصہ آتا ہے نہ جانے اس کے خلاف زبان سے کیا کچھ الٹی سیدھی باتیں بکتی چلی جاتی ہیں، مثلاً کسی کو ناس پیٹا، یا ناس چٹی، یا کیڑے پڑا، یا کیڑے پڑی کہہ دیا، کسی کو کہہ دیا کہ

۱۔ وقد يستعمل في الشتم والكلام القبيح يعني عادتكن إكثار اللعن والشتيم والإيذاء باللسان (مرقاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۹۳، کتاب الایمان)

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: (تکثرن الشکاة) هو بفتح الشین أى الشکوى (شرح النووی علی مسلم، ج ۶ ص ۱۷۵، باب من کتاب صلاة العیدین)

وقوله "تکثرن الشکاة"؛ یعنی: التشکی بالآزواج؛ أى: یکتمن الإحسان، ویظہرن التشکی کثیراً (المفہم لما اشکل فیہ من کتاب مسلم، کتاب الجمعة، باب ما یقال فی الخطبة)

اسے آگ لگے، کسی کو کہہ دیا اسے موت آئے، کسی کو ملعون، مردود، خبیث، خنزیر، کتا، کتی، حرام زادہ یا حرام زادی کہہ دیا۔

اس طرح کی بے شمار لعنت و ملامت کی باتیں عورتوں کی زبان سے نکلتی ہیں۔

اس طرح کی سب باتیں لعن طعن کرنے میں داخل ہیں۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ اس حدیث میں بیان فرمودہ خواتین کے پہلے اور اختیاری عیب یعنی کثرت سے لعنت ملامت کرنے اور بدزبانی و زبان درازی کے مرض کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”کثرت سے لعنت ملامت کرنے کا عیب عورتوں میں ایسا دیکھا جاتا ہے کہ صبح سے شام تک ان کا یہی مشغلہ ہے، جس سے دشمنی ہے اس کی غیبت کرتی ہیں اور جس سے محبت ہے اس کو کوستی (اور بدعادتیں) ہیں، اپنی جان کو بھی کوستی (اور بدعادتیں) ہیں اور ہر چیز کو خواہ وہ لعنت ملامت کرنے کے قابل ہو یا نہ ہو، کوستی (اور بدعادتیں) ہیں۔“

یاد رکھو! بعض وقت دعا کی قبولیت کا ہوتا ہے کہ اس میں اللہ سے جو کچھ مانگا جاتا ہے، قبول ہو جاتا ہے اور وہ کو سنا (اور بدعادتیں) لگ جاتا ہے، پھر پچھتا نا (اور شرمندہ ہونا) پڑتا ہے۔

ہمارے ہاں ایک شخص ہے اس کا بدن رہ گیا ہے، اور اس میں کھنچاؤ ہوتی ہے، چار پائی سے ہل نہیں سکتا اور سخت تکلیف میں ہے، اس کی ماں نے کسی شرارت پر یہ کہا تھا کہ خدا کرے تو چار پائی کو لگ جاوے، خدا کی قدرت وہ ایسا ہی ہو گیا اور اس کی مصیبت والدہ ہی کو اٹھانی پڑی، (تسہیل الموعظ ج ۱ ص ۶۲۳ و ۶۲۴، وعظ عورتوں کی اصلاح)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ:

”عورتوں میں قوتِ بیانیہ اور قوتِ استدلال نہیں ہوتی (یعنی خواتین میں عقل و دین ناقص ہونے کی وجہ سے بات کرنے کا ڈھنگ اور اپنی بات کی دلیل پیش کرنے کا سلیقہ نہیں ہوتا) مرد کے ساتھ جب ان کی گفتگو ہوتی ہے وہ بے چارہ اس سے رنج ہی اٹھاتا ہے وہ تو مناظرہ رشیدیہ کے قانون سے (یعنی دوسرے سے بات کرنے کے کتابوں میں بیان کیے گئے قاعدہ کے مطابق) گفتگو کرتا ہے اور یہ (عورتیں) الٹی سیدھی ہانکے چلی جاتی ہیں۔

بس زبان چلائے جائیں گی خواہ ایک بات بھی موقع کی نہ ہو، مرد بے چارہ ان کی زبان زوری دیکھ کر خاموش ہو جاتا ہے مگر یہ (عورتیں) کبھی خاموش نہیں ہوتیں۔ آخر یہ (عورتیں) مناظرہ میں اس (مرد) پر غالب آ جاتی ہیں۔

اگر محض (صرف) بولنے (اور) بگ بگ کرنے کا نام مناظرہ ہے، تو گدھا بڑا مناظرہ ہے (کیونکہ وہ بہت ڈھینچوں ڈھینچوں کرتا ہے)

ہماری عورتوں میں ایک تھوڑی سی کسر (کمی) ہے اگر وہ مٹ جائے تو یہ سچ مچ کی حوری بن جائیں گی، وہ کسر (کمی) کیا ہے؟ کہ ان کی زبان نہایت خراب ہے، ان کی زبان وہ اثر رکھتی ہے جیسے بچھوکا ڈنک، ذرا سی حرکت میں آدمی پلٹتا جاتا ہے۔ ایک بزرگ نے اس (زبان درازی) کا خوب علاج کیا تھا، ان سے ایک عورت نے شکایت کی کہ خاوند سے روز لڑائی رہتی ہے کوئی ایسا تعویذ دیجئے کہ لڑائی نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ایک بوتل میں پانی لے آؤ میں پڑھ دوں گا، اس سے لڑائی نہ ہوگی۔ وہ بوتل میں پانی لائی انہوں نے اس پر کچھ جھوٹ موٹ پڑھ دیا اور فرمایا کہ جب شوہر گھر میں آیا کرے تو اس پانی کا ایک گھونٹ منہ میں لے کر بیٹھ جایا کرو، پھر لڑائی نہ ہوگی۔ اس (عورت) نے ایسا ہی کیا، واقعی لڑائی ختم ہو گئی۔

پانی کا دم کرنا تو نام کے واسطے تھا، اصل تدبیر یہ تھی کہ جب پانی منہ میں لیکر بیٹھ جائے گی تو زبان قینچی کی طرح نہ چلے گی۔ اور لڑائی ہوتی تھی اس کی بد زبانی سے،

اس لئے ان بزرگ نے اس کے بند کرنے کی یہ حکیمانہ (اور عقلمندانہ) تدبیر کی۔
اب بھی عورتیں اگر کسی طرح منہ بند کر لیں تو واقعی کبھی لڑائی نہ ہو..... دراصل
بات یہی ہے کہ عورتوں کی بدزبانی بگاڑ کی جڑ ہے، یہ عیب عورتوں سے نکل جائے
تو یہ سچ حواریں بن جائیں“ (اصلاح خواتین ص ۱۳۵، ۱۳۶ ملخصاً بحوالہ وعظ کساء النساء)
تو خواتین کے کثرت سے جہنم میں جانے کا پہلا سبب لعن طعن کرنا اور بددعا کرنا ہوا، لہذا
خواتین کو چاہئے کہ وہ لعن طعن کرنے سے اپنے آپ کو بچایا کریں۔

(۲)..... خواتین کا خصوصاً شوہر کی ناشکری کرنا

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے جہنم میں کثرت سے جانے کی وجہ
بیان کرتے ہوئے خواتین کا دوسرا عیب اور دوسری کمزوری جو بیان فرمائی وہ یہ ہے کہ:
”وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ“

کہ ”تم اپنے ساتھ رہنے والے (یعنی شوہر وغیرہ) کی ناشکری کرتی ہو“
”عشیر“ کے معنی ساتھ رہتے سہنے والے کے آتے ہیں، اور خواتین کے ساتھ زیادہ رہن سہن
شوہر کا ہوتا ہے، اس لئے بہت سے محدثین نے اس حدیث میں ”عشیر“ سے مراد شوہر کو لیا
ہے، ورنہ دوسرے ساتھ رہنے والے (مثلاً بھائی، وغیرہ) بھی اس میں داخل ہیں۔ ۱

۱۔ وتكفرن بضم الفاء العشير أى المعاشر الملازم وهو الزوج ههنا وكفرانه جحد نعمته
وانكارها أو سترها بترك شكرها وفى الحديث ومن لم يشكر الناس لم يشكر الله يعنى شكرا
كاملا فإنه شكر المسبب ولم يشكر السبب واستعمال الكفران فى النعمة والكفر فى الدين (مراقبة
المفاتيح، ج ۱ ص ۹۳، كتاب الايمان)

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم : (وتكفرن العشير) قال أهل اللغة : يقال : هو العشير المعاشر
والمخالط ، وحمله الأكثرون هنا على الزوج . وقال آخرون : هو كل مخالط . قال الخليل : يقال
هو العشير والشعير على القلب ومعنى الحديث أنهم يجحدن الإحسان لضعف عقولهن وقلة
معرفتهن فيستدل به على ذم من يجحد إحسان ذى إحسان (شرح النووى على
مسلم، ج ۲ ص ۱۷۵، باب من كتاب صلاة العیدین)

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، إِنَّكُمْ أَكْثَرُ حَاطِبٍ جَهَنَّمَ فَنَادَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ جَرِيئَةً عَلَى كَلَامِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ؟ قَالَ: لِأَنَّكُمْ إِذَا أُعْطِيتُمْ لَمْ تَشْكُرْنَ، وَإِذَا ابْتُلِيتُمْ لَمْ تَصْبِرْنَ، فَإِذَا أُمْسِكَ عَنْكُمْ شَكْوَتُنَّ، وَإِيَّاكُمْ وَكُفْرَانَ الْمُنْعَمِينَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا كُفْرَانُ الْمُنْعَمِينَ؟ قَالَ: الْمَرْأَةُ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ وَقَدْ وَلَدَتْ لَهُ الْوَلَدَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فَتَقُولُ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا

قَطُّ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۴۲۶، ج ۲۳ ص ۱۶۸) ۱

ترجمہ: اے عورتوں کی جماعت! تم بکثرت جہنم کا ایندھن بنو گی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمانے پر کچھ (بولنے، پوچھنے کی) ہمت ہو جاتی تھی، کہ اے اللہ کے رسول! ایسا کس وجہ سے؟ تو رسول اللہ نے فرمایا، اس لئے کہ تمہیں جب دیا جاتا ہے تو تم شکر نہیں کرتیں، اور جب تم آزمائش میں مبتلا کی جاتی ہو (یعنی کچھ کم ملتا ہے، یا نہیں ملتا) تو صبر نہیں کرتی، پس جب تم سے روک لی جاتی ہے، تو شکایت کرتی ہو، تم اپنے آپ کو نعمت دینے والوں کی ناشکری سے بچاؤ، میں نے عرض کیا کہ نعمت دینے والوں کی ناشکری کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت اپنے شوہر کے پاس ہوتی ہے (جو شوہر کے توسط سے ملنے والی عظیم نعمت اور خیر ہے) اور اس کے دو بلکہ تین بچے بھی ہو جاتے ہیں، پھر (اس کے باوجود) وہ شوہر

۱ قال الہیثمی:

رواہ الطبرانی وفيہ شہر وهو ضعیف وقد وثق، وبقیة رجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۱۱)

کو کہتی ہے کہ میں نے تجھ سے کبھی خیر کو نہیں دیکھا (طبرانی)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَرَيْتُ النَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا النِّسَاءُ يَكْفُرْنَ قِيلَ أَيْ كَفَرْنَ بِاللَّهِ قَالَ
يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ
ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ (بخاری) ۱

ترجمہ: مجھے جہنم دکھائی گئی، تو جہنمیوں میں اکثر عورتیں تھیں، جو کہ ناشکری کرتی
ہیں، عرض کیا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتی ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ ساتھ زندگی گزارنے والے کی ناشکری کرتی ہیں، اور احسان کو فراموش
کرتی ہیں، اگر آپ ان میں سے کسی عورت کے ساتھ ایک مدت تک اچھا سلوک
کرتے رہو، پھر وہ آپ سے کچھ دیکھے (اور کسی وقت ذرا سی بات اس کی طبیعت
کے خلاف ہو جائے) تو (اس لمبی مدت کے اچھے سلوک کے باوجود) عورت کہتی
ہے کہ میں نے تیری طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی (بخاری)

واقعی خواتین اپنے شوہروں کے ساتھ عموماً اسی طرح کا برتاؤ کرتی ہیں، اس حدیث میں
خواتین کے مزاج کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے وہ بھی بالکل حقیقت کے مطابق ہے کہ عورتوں میں
ناشکری اور احسان فراموشی بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔ ۲

اس سے معلوم ہوا کہ خواتین ناشکری اور احسان فراموشی کی وجہ سے کثرت سے جہنم میں

۱۔ رقم الحدیث ۲۹، کتاب الایمان، باب کفران العشیر، مسلم رقم الحدیث ۷۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰

جائیں گی۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى امْرَأَةٍ لَا تَشْكُرُ لِرِزْقِهَا وَهِيَ لَا تَسْتَغْفِرُ عَنْهُ (السنن

الكبرى للنسائی) ۱

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایسی عورت کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرمائیں گے، جو اپنے شوہر

کی شکر گزار (وقدر دان) نہ بنے، دراصل حالیکہ وہ عورت اپنے شوہر سے مستغنی

(وبے نیاز) نہیں ہے (نسائی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو عورت اپنے شوہر کی ناشکری کرے گی، وہ اللہ تعالیٰ کی نظرِ

رحمت سے محروم ہوگی۔

اور حضرت حصین بن محسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَمَّةَ لَهُ أَتَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ، فَفَرَغَتْ مِنْ

حَاجَتِهَا، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَذَاتُ زَوْجٍ أَنْتِ؟

قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: كَيْفَ أَنْتِ لَهُ؟ قَالَتْ: مَا آلُوهُ إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ،

قَالَ: فَانْظُرِي أَيَّنَ أَنْتِ مِنْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ جَنَّتِكَ وَنَارُكَ (مسند احمد) ۲

۱۔ رقم الحدیث ۹۰۸۶، کتاب عشرة النساء، باب شكر المرأة لزوجها، واللفظ له، سنن البيهقي

رقم الحدیث ۱۴۷۲۰، مستدرک حاکم رقم الحدیث ۲۷۷۱، مسند البزار رقم الحدیث ۲۳۳۹۔

قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه (حواله بالا)

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

وقال الهيثمي: رواه البزار باسنادين والطبراني وأحد إسناده البزار رجاله رجال الصحيح (مجمع

الزوائد ج ۴ ص ۳۰۹)

وقال المنذرى: رواه النسائي والبزار باسنادين رواة أحدهما رواة الصحيح والحاكم وقال صحيح

الإسناد (التلخيص والترهيب، تحت حديث رقم ۲۹۸۷، كتاب النكاح)

۲۔ رقم الحدیث ۱۹۰۰۳؛ المعجم الكبير للطبراني، رقم الحدیث ۴۳۸، مستدرک حاکم،

رقم الحدیث ۲۷۶۹، شعب الايمان للبيهقي، رقم الحدیث ۸۳۵۵، ورقم الحدیث ۸۳۵۶، المعجم

﴿بقية حاشيا اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: ان کی ایک پھوپھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی کام کی غرض سے آئیں، جب کام مکمل ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ کیا تم شوہر والی ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے شوہر کی خدمت کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتی، الا یہ کہ کسی کام سے عاجز آ جاؤں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنے شوہر کی طرف سے اپنے آپ کو اچھی طرح دیکھ لینا، کیونکہ وہ آپ کی جنت بھی ہے اور جہنم بھی (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے جنت اور بدسلوکی کرنے سے جہنم حاصل ہوگی۔

اور جہاں ایک طرف شوہر کی ناشکری اور شوہر کے ساتھ بدسلوکی کرنے پر جہنم کی وعید آئی ہے، دوسری طرف شوہر کے ساتھ نیک سلوک اور شوہر کی فرمانبرداری کرنے پر جنت کی عظیم بشارت بھی آئی ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الایوسط للطبرانی رقم الحدیث ۵۲۸، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث ۸۹۲۰، مسند اسحاق بن راہویہ رقم الحدیث ۲۱۸۲۔

قال الحاکم: هكذا رواه مالک بن أنس، وحماد بن زيد، والدرارودي، عن يحيى بن سعيد، وهو صحيح، ولم ينخرجه وقال الذهبی فی التلخیص: صحيح.

وقال الهیثمی:

رواه أحمد والطبرانی فی الکبیر والایوسط إلا أنه قال فانظری کیف أنت له، ورجاله رجال الصصحیح خلا حصین وهو ثقة (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۰۶)

وقال فی موضع آخر:

رواه أحمد والطبرانی فی الکبیر والایوسط إلا أنه قال فانظری کیف أنت له، ورجاله رجال الصصحیح خلا حصین وهو ثقة. (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۰۶، باب حق الزوج علی المرأة)

وفی حاشیة مسند احمد: إسناده محتمل للتحسين.

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا،
وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيلَ لَهَا: أُدْخِلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ

(مسند احمد، رقم الحديث ۱۶۶۱) ۱

ترجمہ: جب عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھے، اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے، اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے، تو اسے (قیامت کے دن) کہا جائے گا کہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے آپ چاہیں داخل ہو جائیں (مسند احمد)

اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

وَالذَّاتِ حَامِلَاتٌ رَحِيمَاتٍ لَوْلَا مَا يَأْتِيَنَّ إِلَى أَرْوَاجِهِنَّ لَدَخَلْنَ
مُصَلِّيَاتُهُنَّ الْجَنَّةَ (مسند درک حاکم) ۲

۱۔ ورواہ المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحديث ۸۸۰۵، عن عبد الرحمن بن عوف، صحيح ابن حبان رقم الحديث ۴۱۶۳، المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحديث ۴۵۹۸، ورقم الحديث ۴۷۱۵، عن ابی ہریرۃ، مسند البزار رقم الحديث ۷۴۸۰ عن انس۔
قال الہیثمی:

رواہ أحمد والطبرانی فی الاوسط وفيہ ابن لہیعۃ وحديثہ حسن، وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح۔ (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۳۰۶، باب حق الزوج علی المرأة)
وقال فی موضع آخر:

رواہ البزار وفيہ داود بن الجراح وثقہ أحمد وجماعۃ وضعفہ جماعۃ وقال ابن معین وہم فی هذا الحديث، وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۳۰۵)
وقال شعيب الأرنؤوط: حديث صحيح (صحيح ابن حبان، حوالہ بالا)

۲۔ رقم الحديث ۷۳۳۱، ج ۴ ص ۱۹۱، کتاب البر والصلة، واللفظ لہ، سنن ابن ماجہ رقم الحديث ۲۰۱۳، عن ابی امامۃ۔

ورواہ المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحديث ۷۹۸۵، ورقم الحديث ۷۹۸۶، المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحديث ۷۲۱۱، المعجم الصغیر للطبرانی رقم الحديث ۸۹۸، شعب الایمان للبیہقی رقم الحديث ۸۳۲۳، مسند الطیالسی رقم الحديث ۱۲۲۲، مسند احمد رقم الحديث

﴿بقیۃ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: اولاد والی، حاملہ اور (اپنے بچوں پر) رحم کرنے والی عورتیں اگر اپنے شوہروں کے ساتھ وہ طرزِ عمل اختیار نہ کریں (جو عام طور سے ان کی عادت ہے، یعنی ناشکری وغیرہ) تو ان میں نماز پڑھنے والی عورتیں جنت میں ضرور داخل ہو جائیں (حاکم)

اس سے معلوم ہوا کہ شوہر کے ساتھ بدسلوکی اور ناشکری عورتوں کے لئے جنت میں جانے میں رکاوٹ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

نِسَاؤُكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْوُدُودُ الْوُلُودُ، الَّتِي إِذَا آذَتْ، أَوْ أُودِيَتْ، أَتَيْتَ زَوْجَهَا، حَتَّى تَضَعَ يَدَهَا فِي كَفِّهِ، فَتَقُولُ: لَا أَذُوقُ غَمَضًا حَتَّى تَرْضَى (مداراة الناس لابن ابی الدنیا) ۱

ترجمہ: تمہاری جنتی عورتیں وہ ہیں، جو کہ (شوہروں سے) محبت کرنے والی ہوں، اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہوں، جو کہ (شوہر کو) کوئی تکلیف پہنچائیں یا ان کو (شوہر کی طرف سے) تکلیف پہنچے، تو وہ (شوہر کے ناراض ہونے کی صورت میں بہر حال) اپنے شوہر کے پاس آئیں، اور اس کی ہتھیلی میں اپنا ہاتھ رکھ کر کہیں کہ میں اس وقت تک نیند کا ذائقہ نہیں چکھوں گی، جب تک آپ راضی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

۲۲۱۷۳، مسند احمد رقم الحدیث ۲۲۲۱۹ عن ابی امامة، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث ۲۰۶۰۲ عن ابی قلابہ مرسلًا۔
قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الإسناد علی شرط الشیخین ولم یخرجاه "وقد أعضله شعبه، عن الأعمش۔

وقال الذهبی فی التلخیص: علی شرط البخاری ومسلم۔

۱ رقم الحدیث ۱۷۶، ج ۱ ص ۱۴۷، باب مداراة المرأة لزوجها وحسن معاشرتها إياه، الناشر: دار ابن حزم، بیروت، واللفظ له، تاریخ دمشق، ج ۵ ص ۳۶۱، تحت ترجمة أحمد بن محمد بن سعید أبی عثمان بلفظ "العود علی زوجها التی إذا غضب جاءت الخ"

نہ ہو جائیں (ابن ابی الدنیا)

مطلب یہ ہے کہ خواہ زیادتی عورت کی طرف سے ہو یا مرد کی طرف سے، لیکن بہر حال خفگی اور ناراضگی دور کرنے کے لئے عورت شوہر کو راضی کرے، تو یہ عورت کے لئے جنت میں داخلے کا باعث ہے۔

اور حضرت ابو ذینہ صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

خَيْرُ نِسَائِكُمُ الْوَدُودُ الْوَلُودُ الْمَوَاتِيَةُ الْمَوَاتِيَةُ إِذَا اتَّقَيْنَ اللَّهَ وَشَرُّ نِسَائِكُمُ الْمُتَبَرِّجَاتِ الْمُتَخَيَّلَاتِ وَهِنَّ الْمُنَافِقَاتُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْهُنَّ إِلَّا مِثْلُ الْغُرَابِ الْأَعْصَمِ (سنن البيهقي) ۱

ترجمہ: تم میں سے بہترین عورتیں وہ ہیں، جو کہ (شوہروں سے) محبت کرنے والی ہوں، اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہوں، اور شوہر کی اطاعت و موافقت کرنے والی ہوں، جبکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں؛ اور تم میں سے شریر ترین وہ عورتیں ہیں جو کہ اپنی زینت کو اجنبیوں کے لئے ظاہر کرنے والی ہوں، اور تکبر اختیار کرنے والی ہوں، اور وہ منافق ہیں (یعنی نفاق عملی میں مبتلا ہیں) ایسی عورتوں میں سے جنت میں صرف اعصم کووں کی مقدار کے برابر ہی داخل ہوں گی (بیہقی) اعصم کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے کہ جن کی چونچ اور پاؤں سرخ ہوتے ہیں، اور وہ مقدار میں بہت کم ہوتے ہیں، اسی حیثیت سے کم مقدار کے ساتھ عورتیں جنت میں داخل ہوں گی، اور

۱۔ رقم الحدیث ۱۳۴۷۸، کتاب النکاح، باب استحباب الزوج بالودود والود۔
وفی إسناده عبد الله بن صالح كاتب الليث، وهو ضعيف (حاشية مسند احمد، تحت حديث رقم ۱۷۷۷۰)
قال الالبانی:

قلت: وهذا إسناده رجاله ثقات على ضعف في عبد الله بن صالح لكنه قد توبع (السلسلة الصحيحة تحت حديث رقم ۱۸۴۹)

زیادہ مقدار میں جہنم میں داخل ہوئیں۔ ۱

یوں تو کسی بھی انسان کی ناشکری اور احسان فراموشی کرنا اللہ تعالیٰ کی نظر میں برا عمل ہے، بلکہ جو انسان بندوں کا شکر نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بھی شمار نہیں ہوتا۔

چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ لَا يَشْكُرُ اللَّهَ (ترمذی) ۲

ترجمہ: جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا (ترمذی)

اور شوہر کا حق اور درجہ تو سب انسانوں سے زیادہ ہے، لہذا شوہر کی ناشکری اور احسان فراموشی کا وبال اسی نسبت سے زیادہ ہوگا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ أَكْثَرُ حَقًّا عَلَى الْمَرْأَةِ؟ قَالَ: زَوْجُهَا،

۱۔ (خیر نسائکم الولود) (المتحببة إلى زوجها) (المواسية المواتية) أى الموافقة للزوج (إذا اتقین الله أى خفنه وأطعنه فى فعل المأمور وتجنب المنهى) (وشر نسائکم المتبرجات) أى المظهرات زینتهن للأجانب وهو مذموم لغير الزوج (المتخیلات) أى المععجات المتکبرات والخیلاء بالضم المعجب والتکبر (وهن المنافقات) أى یشبههن (لا یدخل الجنة منهن إلا مثل الغراب الأعصم) الأبیض الجناحین أو الرجلین أراد قلة من یدخل الجنة منهن لأن هذا الوصف فى الغراب عزیز (فیض التقدير للمناوی تحت حدیث رقم ۴۰۹۲)

۲۔ رقم الحدیث ۱۹۵۴، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فى الشکر لمن أحسن الیک، عن ابی هريرة.

ورواه بوداؤد رقم الحدیث ۴۸۱۱، مسند احمد رقم الحدیث ۷۵۰۴، عن ابی هريرة، ورقم الحدیث ۱۲۸۰ عن ابی سعید الخدری، ورقم الحدیث ۱۸۴۴۹ عن النعمان بن بشیر، ورقم الحدیث ۲۱۸۳۸ عن الأشعث بن قیس، المعجم الكبير للطبرانی رقم الحدیث ۵۱۹، عن اسامة. قال المنذرى:

رواه أبو داود والترمذی وقال صحیح (الترغیب والترہیب، تحت حدیث رقم ۱۴۳۷)

وقال الهیثمی:

رواه کله أحمد والطبرانی ورجال أحمد ثقات (معجم الزوائد ج ۸ ص ۱۸۰، باب شکر المعروف ومکافاة فاعله)

قُلْتُ: فَأَيُّ النَّاسِ أَعْظَمُ حَقًّا عَلَى الرَّجُلِ؟ قَالَ: أُمُّهُ (مستدرک حاکم) ۱
ترجمہ: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! عورت پر لوگوں میں سب سے
بڑا حق کس کا ہے؟ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ شوہر کا، میں نے عرض کیا کہ مرد پر
لوگوں میں سب سے بڑا حق کس کا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اس کی ماں کا (حاکم)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَوْ كُنْتُ أَمِيرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللَّهِ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ
لِزَوْجِهَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتَّى
تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسُهَا وَهِيَ عَلَى قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعَهُ (ابن
ماجہ) ۲

۱۔ رقم الحديث ۴۳۵۳، ج ۴ ص ۶۷، كتاب البر والصلة، واللفظ له، السنن الكبرى للنسائي
رقم الحديث ۹۱۰۳، عن أبي هريرة.
قال الهيثمي: وفيه أبو عتبة ولم يحدث عنه غير مسعر، وبقيّة رجاله رجال الصحيح. (مجمع
الزوائد ج ۴ ص ۳۰۹، باب حق الزوج على المرأة)
وقال البوصيري: هذا إسناد حسن (تحاف الخيرة المهرة، كتاب النكاح، باب ترغيب الزوج في
الوفاء بحق زوجته الخ)
وقال المنذرى: رواه البزار والحاكم وإسناد البزار حسن (الترغيب والترهيب، تحت حديث رقم
۲۹۷۳، كتاب النكاح)
۲۔ رقم الحديث ۱۸۵۲، كتاب النكاح، باب حق الزوج على المرأة، عن عبد الله بن أبي
أوفى، واللفظ له.

ورواه سنن البيهقي رقم الحديث ۱۴۷۱، صحيح ابن حبان رقم الحديث ۴۱۷۱، عن عبد الله بن أبي
أوفى، المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ۵۰۸۴، ورقم الحديث ۵۱۱۷، عن زيد بن أرقم، مستدرک
حاکم رقم الحديث ۴۳۲۵، المعجم الكبير للطبراني رقم الحديث ۹۰، ورقم الحديث ۵۱۱۶، مسند
احمد رقم الحديث ۱۹۳۰۳، مصنف عبد الرزاق رقم الحديث ۲۰۵۹۶، عن معاذ بن جبل.
قال الهيثمي: رواه الطبراني في الكبير والوسط بنحوه ورجاله رجال الصحيح خلا المغيرة بن
مسلم وهو ثقة. (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۳۰۸، باب حق الزوج على المرأة)
وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه " (حواله بالا)
وقال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.

ترجمہ: اگر میں کسی کو اس بات کا حکم دیتا کہ وہ غیر اللہ کے لئے سجدہ کرے، تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، اور قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ عورت اپنے رب کے حق کو اس وقت تک ادا نہیں کر سکتی، جب تک کہ اپنے شوہر کے حق کو ادا نہ کر دے، اور اگر شوہر اس کو طلب کرے، اور وہ اونٹ کی پیٹھ کے اوپر رکھے ہوئے کجاوے میں ہو، تب بھی شوہر کو منع نہ کرے (حاکم)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ غَيْرَ رَمَضَانَ وَلَا تَأْذُنُ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ (ابوداؤد) ۱

ترجمہ: عورت اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر غیر رمضان کا (یعنی نفلی) روزہ نہ رکھے، اور شوہر کے گھر میں شوہر کے ہوتے ہوئے کسی کو اس کی اجازت کے بغیر داخل نہ ہونے دے (ابوداؤد)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّمَا لَا تُجَاوِزُ صَلَاتَهُمَا رُءُوسَهُمَا: عَبْدٌ أَبَقَ مِنْ مَوَالِيهِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ، وَامْرَأَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا حَتَّى تَرْجِعَ (المعجم الاوسط للطبرانی) ۲

۱۔ رقم الحدیث ۲۴۵۸، کتاب الصوم، باب المرأة تصوم بغیر إذن زوجها، واللفظ له، بخاری، رقم الحدیث ۵۱۹۵، مسند احمد رقم الحدیث ۸۱۸۸، عن ابی ہریرۃ۔
۲۔ رقم الحدیث ۳۶۲۸، المعجم الصغیر للطبرانی رقم الحدیث ۴۷۸، مستدرک حاکم رقم الحدیث ۷۳۳۰۔

قال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الصغیر والاوسط ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۳۱۵، باب حق الزوج علی المرأة)
وقال المنذری: رواه الطبرانی فی الاوسط والصغیر یاسناد جید والحاکم (الترغیب والترہیب، کتاب البیوع)

ترجمہ: دو آدمیوں کی نماز ان کے سر کے اوپر سے آگے نہیں جاتی (یعنی قبول نہیں کی جاتی) ایک وہ غلام جو اپنے مالکوں سے بھاگ جائے، یہاں تک کہ ان کی طرف لوٹ کر نہ آجائے، اور ایک وہ عورت جو اپنے شوہر کی نافرمانی کرے، یہاں تک کہ باز نہ آجائے (طبرانی)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ ، لَوْ تَعْلَمْنَ حَقَّ أَزْوَاجِكُنَّ عَلَيْكُنَّ لَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ مِنْكُنَّ تَمَسُّخَ الْغُبَارِ عَنْ وَجْهِ زَوْجِهَا بِحُرِّ وَجْهِهَا (مصنف ابن ابی شیبہ)۔
ترجمہ: اے عورتوں کی جماعت! اگر تم اپنے شوہروں کا وہ حق جان لو، جو تمہارے ذمہ ہے، تو تم میں سے عورت اپنے شوہر کے چہرے کے غبار کو اپنے چہرے کے ظاہری حصے سے صاف کرے (ابن ابی شیبہ)

مگر آج کل اکثر خواتین اپنے شوہروں کے درجے اور ان حقوق کو نہیں جانتیں، اور اگر جانتی بھی ہیں، تو ان پر عمل نہیں کرتیں۔
بالخصوص جس عورت کو دنیا میں کوئی عہدہ و منصب اور علم و ہنر وغیرہ حاصل ہوتا ہے، یا کچھ دینداری ہوتی ہے، اور اس کے شوہر میں وہ خوبی نہیں ہوتی، تو ایسی عورت اپنے شوہر کا ادب و احترام اور اس کے حقوق کا خیال نہیں کرتی، بلکہ اپنے آپ کو اپنے شوہر سے افضل و اعلیٰ سمجھنے لگتی ہے۔

حالانکہ احادیث میں شوہر کا جو مقام اور درجہ اور حقوق بتلائے گئے ہیں، وہ شوہر ہونے کی حیثیت سے ہیں، شوہر ہونے کی حیثیت کے علاوہ کسی اور حیثیت سے نہیں ہیں۔

جس کا تقاضا یہ ہے کہ شوہر خواہ عالم ہو یا جاہل، اور نیک ہو یا نیک نہ ہو، اور اس کے مقابلہ میں بیوی کتنی ہی عالمہ و فاضلہ کیوں نہ ہو، بہر حال شوہر ہونے کی حیثیت سے شوہر کا ادب

۱۔ رقم الحدیث ۴۱۷۴، کتاب النکاح، باب ما حق الزوج علی امرأته؟

وا احترام اور اس کے حقوق کی رعایت ضروری ہے، اور اس کی خلاف ورزی کر کے عورت کا اپنے آپ کو کسی ذاتی ہنر و فضیلت پر جنت کا مستحق سمجھ لینا درست نہیں۔

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ حدیث میں بیان کردہ خواتین کے دوسرے اختیاری عیب یعنی ”ناشکری“ کے مرض کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”ناشکری کا مادہ عورتوں میں بہت زیادہ ہے، حدیث میں بھی عورتوں کی اس صفت کا ذکر آیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عورتوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ:

تُكْفِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ

کہ لعنت اور پھینکار بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔

ایک حدیث میں ہے، اگر تم عورت کے ساتھ عمر بھر احسان و سلوک کرتے رہو، پھر کبھی کوئی بات اس کے مزاج کے خلاف ہو جائے تو صاف یوں کہیں گی

مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.

کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی

ساری عمر کے احسان کو ایک منٹ میں بھلا دیتی ہیں“ (اصلاح خواتین ص ۱۳۹، ۱۴۰ بحوالہ

وعظ حقوق البیت ص ۲۹)

ایک اور مقام پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”عورتوں میں ناشکری کا مادہ زیادہ ہے، اگر خدا تعالیٰ ان کو ضرورت کے موافق سامان عطا فرمادیں تو یہ اس کو غنیمت نہیں سمجھتیں، نہ اس پر خدا کا شکر کرتی ہیں۔ بلکہ ناشکری کرتی رہتی ہیں کہ ہائے ہمارے پاس کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ حدیث میں بھی ان کی اس صفت کا تذکرہ آیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ناشکری کا مادہ عورتوں میں ہمیشہ سے ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَىٰ أَحَدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ .

کہ اگر تم کسی عورت کے ساتھ عمر بھر اچھا برتاؤ کرتے رہو، پھر کبھی ایک دفعہ کوئی خلاف مزاج بات دیکھ لے تو وہ یوں کہے گی کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

بس ذرا سی بات میں ساری عمر کے احسانات فراموش کر جاتی ہیں، جہاں کسی دن ان کو شوہر کے گھر میں کھانے پینے کی تنگی ہوئی اور انہوں نے اس کو منہ پر لانا شروع کیا کہ اس بگوڑے (بچے، ناکارہ، نامراد اور منحوس) کے گھر میں آ کر تو میں نے سدا (ہیشہ) تنگی ہی دیکھی، ماں باپ نے مجھے جان بوجھ کر کنویں میں دھگادے دیا، میں نے اس منحوس کے گھر میں کیا آرام دیکھا؟

غرض جو منہ میں آتا ہے کہہ ڈالتی ہیں اور اس کا ذرا خیال نہیں کرتیں کہ آخر اسی گھر میں ساری عمر میں نے عیش برتا ہے، مجھے اس کو نہ بھولنا چاہیے۔ اور خدا کا شکر کرنا چاہیے کہ اس نے کلفت (تکلیف) آج ہی دکھلائی اور زیادہ زمانہ عیش میں گزرا ہے“ (خطبات حکیم الامت ج ۲۰ بعنوان حقوق الزوجین وعظ الکمال فی الدین ص ۷۶ واصلح

خواتین ص ۱۳۹، ۱۴۰)

ایک اور مقام پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ خواتین کی ناشکری کی تفصیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”جس قدر ان (عورتوں) کو دیا جاوے، سب تھوڑا ہے، مجھ کو (دہلی شہر کے ایک مشہور مقرر) مولوی عبدالرب صاحب کا ایک لطیفہ یاد آ گیا وہ فرماتے تھے کہ:

ان (عورتوں) کے پاس کتنا ہی کپڑا ہو، جب پوچھو کہ کپڑا ہے؟ تو کہیں گی کیا ہے چارچیتھڑے۔

اور کتنے جوڑے جوتے کے ہوں مگر پوچھنے پر یہی کہیں گی کہ کیا ہے دو پتھر۔
اور برتن کیسے ہی عمدہ اور کثرت سے ہوں مگر یوں ہی کہیں گی کہ کیا ہے چار
ٹھیکرے۔

(خیر یہ تو مولوی صاحب کا لطیفہ ہے مگر حقیقت میں عورتوں کی عادت کا فوٹو انہوں
نے خوب کھینچا) ایک عورت خود کہتی تھی کہ ہمارا حال تو دوزخ کا سا ہے کہ اس
کو کہا جاوے گا:

هَلْ اِمْتَلَاَتِ؟ کہ کیا تو بھرگئی؟ وہ جواب میں کہے گی۔

هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ (کہ کچھ اور بھی ہے)“ (خطبات حکیم الامت ج ۲۰ بعنوان حقوق الزوجین

ص ۱۸۳، ۱۸۴، وعظ اصلاح النساء، صفحہ ۷۷ وعظ الکمال فی الدین)

اور خواتین کے شوہر کی ناشکری کے مرض کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ایک اور جگہ حضرت
فرماتے ہیں کہ:

”زیور اور لباس میں تو ان کی بالکل یہی حالت ہے کہ جہاں کوئی نئی چیز دیکھی
اور ان کی رال ٹپکی، چاہے اپنے پاس کتنا ہی زیور ہو اور کیسا ہی عمدہ کپڑا ہو مگر نئی
وضع اور نیا طرز دیکھ کر اپنی چیز سے معاً (فورا) دل اتر جاتا اور دوسری بنوانے کی
فکر ہو جاتی ہے..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس انہماک (یعنی دنیا کی چیزوں میں گم
ہوجانے) سے منع فرماتے ہیں جس کی وجہ سے غیر ضروری چیزوں میں دل
اٹکا ہوا ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے اختصار کرو، مثلاً ایک عورت
پان چھوڑ سکتی ہے، وہ پان چھوڑ دے، ایک چائے کی عادی ہے جس میں دل
اٹکا رہتا ہے وہ چائے چھوڑ دے، ایک روپے گز کا (یعنی مہنگا اور قیمتی) کپڑا پہنتی ہے
وہ ۱۲ آنے گز کا (یعنی سستا اور ہلکا) پہننے لگے، علیٰ ہذا (یعنی اسی پر دوسری چیزوں کو قیاس
کرلو)

اسی طرح تمام اخراجات اور سامانوں میں اختصار کرو یعنی قدر ضرورت پر اکتفا کرو، پھر ضرورت کے بھی درجے ہیں۔ ایک یہ کہ جس کے بغیر کام نہ چل سکے یہ تو مباح (جائز) کیا واجب ہے، دوسرے یہ کہ ایک چیز کے بغیر کام تو چل سکتا ہے مگر اُس کے ہونے سے راحت ملتی ہے اگر نہ ہو تو تکلیف ہوگی، گو کام چل جائے گا، مگر دقت سے چلے گا، ایسے سامان کے رکھنے کی بھی اجازت ہے۔ ایک سامان اس قسم کا ہے جس پر کوئی کام نہیں اٹکتا، نہ اُس کے بغیر تکلیف ہوگی مگر اُس کے ہونے سے اپنا دل خوش ہوگا تو اپنا جی خوش کرنے کے واسطے بھی کسی سامان کے رکھنے کا بشرط وسعت مضائقہ (یعنی اگر حیثیت ہو تو حرج) نہیں، یہ بھی جائز ہے، ایک یہ کہ دوسروں کو دکھانے اور اُن کی نگاہ میں بڑا بننے کے لئے کچھ سامان رکھا جائے یہ حرام ہے، پس جو عورتیں اپنی راحت کے لئے یا اپنا اور اپنے خاندان کا جی خوش کرنے کے لئے قیمتی کپڑا یا زیور پہنتی ہیں ان کو تو بشرط مذکور (یعنی اپنی حیثیت کا لحاظ کرتے ہوئے) گناہ نہیں ہوتا اور جو محض دکھاوے کے لئے پہنتی ہیں وہ گناہ گار ہیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ اپنے گھر میں تو ذلیل و خوار بھگنوں (اور جمع داروں) کی طرح رہتی ہیں اور جب کہیں تقریب میں نکلیں گی تو نواب کی بچی بن کر جائیں گی جیسے لکھنؤ کے مزدور دن بھر تو لنگوٹ باندھ کر مزدوری کریں گے اور شام کو کرایہ کے کپڑے پہن کر جیب میں دو پیسے ڈال کر نکلتے ہیں جن میں سے ایک پیسہ کا توپان کا بیڑہ لیں گے اور ایک پیسہ کا پھولوں کا گجراگلے میں ڈالیں گے، جیسے کسی نواب کے بچے ہوں۔

اب عورتیں دیکھ لیں کہ یہ جو جوڑے بدل بدل کر جاتی ہیں اس میں ان کی نیت کیا ہے؟

اگر اپنی راحت اور دل کی خوشی ہے تو گھر میں اس ٹھاٹ سے کیوں نہیں رہتیں؟

بعضی کہتی ہیں کہ ہم تو اپنے خاوند کی عزت کے لئے عمدہ جوڑا پہن کر نکلتے ہیں اگر اس تاویل (بہانہ) کو مان لیا جاوے تو پہلی دفعہ جو ایک جوڑا تم نے تقریب کے لئے نکالا تھا خاوند کی عزت کے لئے تمہارے خیال میں وہی کافی تھا۔ اب دیکھو کہ اگر کبھی تقریب میں پے درپے دو تین دن جانا ہو جائے تو تم تینوں دن اُسی ایک جوڑے میں جاؤ گی یا ہر دن نیا جوڑا بدلو گی؟

ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ ہر دن نیا جوڑا بدلا جاتا ہے، آخر یہ کیوں؟ خاوند کی عزت کے لئے تو ایک ہی بہت کافی تھا مگر (یہ مقصود) نہیں، اس واسطے ہر دن نیا جوڑا بدلتی ہیں، اس لیے ایک جوڑہ میں ہر دن نہیں جاسکتیں اگر اور بھی کچھ نہ بدلیں گی تو دوپٹہ تو ضرور ہی بدل لیں گی، کیونکہ وہ سب سے اوپر رہتا ہے سب کی نظریں اس پر پہلے پڑتی ہیں اس لیے اس کو ضرور ہی بدلیں گی تاکہ ہر دن نیا جوڑا معلوم ہو، پھر محفل میں بیٹھ کر ان کو زیور کے دکھلانے کی حرص ہوتی ہے۔ بعضی تو اسی غرض کے لئے ننگے سر رہتی ہیں تاکہ سب کو سر سے پیر تک کا زیور نظر آجائے اور جو ان میں سے مولوں (اور کچھ دیندار) ہیں وہ ننگے سر تو نہیں رہتیں مگر کسی نہ کسی بہانہ سے وہ بھی اپنا زیور دکھلا دیتی ہیں، کہیں سر کھجاتی ہیں کبھی کان کھجلاتی ہیں، یہ ریا (دکھلاوا) ہے اور اس غرض سے قیمتی کپڑا یا زیور پہننا حرام ہے۔

ایک مرض عورتوں میں یہ ہے کہ جب یہ کہیں محفل (تقریب اور فٹشن) میں جاتی ہیں تو سب کے لباس اور زیور کو سر سے پیر تک تاک لیتی ہیں تاکہ دیکھیں کہ ہم سے تو کوئی زیادہ نہیں اور ہم کسی سے گھٹے ہوئے تو نہیں؟ یہ بھی اُسی ریا (دکھلاوے) اور تکبر کا شعبہ ہے، یہ مرض مردوں میں کم ہے اگر دس آدمی ایک جگہ مجتمع (اٹھیں) ہوں تو مردوں میں سے کسی کو اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ کس کا لباس کیسا ہے؟ اسی لیے مجلس سے اُٹھ کر وہ کسی کے لباس کا حال بیان نہیں کر سکتے اور عورتوں میں سے

ہر ایک کو یاد رہتا ہے کہ کس بی بی کے پاس کتنا زیور تھا اور لباس کیسا تھا؟
یاد رکھو! اس غرض سے قیمتی لباس وغیرہ پہننا جائز نہیں۔

اور یہ جو ضرورت وغیرہ ضرورت کے درجات میں نے لباس و زیور کے متعلق بیان کیے ہیں، یہ انہیں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ درجے ہر چیز میں ہیں، مکان میں بھی، اور برتنوں میں بھی ہر چیز میں ضرورت کا معیار یہ ہے کہ جس کے بغیر تکلیف ہو وہ ضروری ہے اور جس کے بغیر تکلیف نہ ہو وہ غیر ضروری ہے، اب اگر اس (غیر ضروری) میں اپنا دل خوش کرنے کی نیت ہو تو مباح (جائز) ہے اور اگر دوسروں کی نظر میں بڑا بننے کی نیت ہو تو حرام ہے۔ اس معیار کے موافق عمل کرنا چاہیے (وعظ

غریب الدین، مطبوعہ تھانہ بھون ص ۲۹ تا ۳۱ و خطبات حکیم الامت ج ۱، بخوان دنیا و آخرت)

معلوم ہوا کہ عورتیں عام طور پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر نہیں کرتیں، اور اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کی ناشکری اور ناقدری کرتی ہیں، اور اسی کے نتیجہ میں وہ حرص و طمع اور ریاء و دکھلاوے جیسے روحانی امراض کا شکار ہوتی ہیں، اور اسی ناشکری کے گناہ کے نتیجہ میں عورتیں اپنے شوہروں کو بھی کئی قسم کے گناہوں میں مبتلا کراتی ہیں۔
چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”میں خاص عورتوں کو خطاب کرتا ہوں کہ ذرا وہ بھی دیکھ لیں کہ مال حاصل کرنے میں وہ کیا کیا کچھ گناہ کرتی ہیں؟ عورتیں خود تو کمانے کے قابل نہیں ہیں (بشرطیکہ کچھ حیاء وغیرت ہو) مگر کمانے والوں کو گناہوں میں زیادہ تر یہی مبتلا کرتی ہیں، ان کے منہ میں یہ زبان ایسی ہے کہ مردوں سے سب کچھ کرا لیتی ہے، بس انہوں نے پہلے سے نیت باندھ لی کہ ایک جوڑا ایسا بڑا بھاری اپنے پاس ہونا چاہیے، اب وہ مزدور گھر میں آیا یعنی شوہر اور انہوں نے فرمائش کی اور کہنے کا طریقہ ان کو ایسا آتا ہے کہ مرد کے دل میں بات گھستی چلی جاتی ہے، اب وہ ان کی فرمائش

پوری کرنے کے لئے رشوت ستانی اور ظلم سب کچھ کرتا ہے، کیونکہ حلال آمدنی میں اتنی گنجائش کہاں جو عورتوں کی فرمائشیں پوری ہو سکیں۔

پس ظاہر میں تو عورتوں کے پاس یہ بات کہنے کو ہے کہ ہم تو کمانے کے قابل نہیں ہیں، مرد کماتے ہیں اور کمانے میں جو کچھ گناہ ہوتا ہے وہ مردوں ہی کے ذمہ ہے، مگر اس کی خبر نہیں کہ مردوں کو حرام کمائی پر مجبور کون کرتا ہے؟

میں سچ کہتا ہوں کہ زیادہ تر عورتوں کی فرمائشیں ہی مردوں کو حرام آمدنی اور رشوت ستانی وغیرہ پر مجبور کرتی ہیں، پس مردوں کے ان سب گناہوں کا سبب یہی (عورتیں) ہیں، اس لیے یہ بھی اس گناہ سے بچ نہیں سکتیں۔ اور میں مردوں کو متنبہ (۲) کرتا ہوں کہ عورتوں کی فرمائشوں کا زیادہ تر سبب ان کا باہم ملنا جلنا ہے، جب یہ محفلوں میں جمع ہوتی ہیں تو ایک دوسرے کو دیکھ کر حرص کرتی ہے کہ کاش میرے پاس بھی فلاں جیسا زیور اور کپڑا ہو..... ان عورتوں کی نگاہ ایسی تیز ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ، کہیں محفل میں جائیں گی تو ذرا سی دیر میں سب کے زیور اور لباس پر فوراً نظر پڑ جائے گی، اگر دس بیس مرد ایک جگہ بیٹھیں تو وہاں سے اٹھ کر ایک دوسرے کا لباس نہیں بتا سکتے کہ کون کیسا کپڑا پہن رہا تھا؟ کون کیسا؟ مگر عورتیں پانچ سو بھی ہوں تو ہر ایک کو دوسرے کی پوری حالت گلے اور کان تک کا زیور سب معلوم ہو جاتا ہے، کچھ تو دیکھنے والی کی نگاہ تیز ہوتی ہے پھر کچھ دوسری بھی دکھلانے کا اہتمام کرتی ہے۔ ہاتھ پاؤں کا زیور تو ہر ایک کو خود ہی نظر آ جاتا ہے، اُس کے دکھلانے میں تو اہتمام کی ضرورت نہیں البتہ گلے اور کان کا زیور دوپٹے کی وجہ سے چھپا ہوتا ہے تو اس کے لئے کبھی کان کھجلائے کے بہانہ سے دوپٹے کو سر کا یا جاتا ہے، کبھی گرمی کے بہانہ سے گلا کھولا جاتا ہے تاکہ سب دیکھ لیں کہ اس کے کانوں میں کتنے زیور ہیں اور گلے میں کتنے۔ اب یہ سب کے زیور اور

کپڑے دیکھ بھال کر گھر آئیں تو خاوند کو پریشان کرنا شروع کیا کہ ہمیں بھی ایسا ہی بنا کر دو“ (وعظ اسباب الغفلة ص ۱۰ تا ص ۱۲ ملخصاً مطبوعہ تھانہ بھون و خطبات حکیم الامت ج ۳ بلخوان دین و دنیا)

اس سے معلوم ہوا کہ جب عورتیں کسی جگہ جمع ہوتی ہیں تو انہیں ایک دوسرے سے حرص بہت لگتی ہے اور عورتوں میں ریا کاری اور دکھلاوے کا مرض بھی زیادہ ہے، جس کی خاطر وہ طرح طرح کی حرکتیں کرتی ہیں، جبکہ ریا کاری بہت بڑا گناہ ہے۔

حالانکہ جس نے دوسرے کو دکھلانے اور اپنی ناک اونچی کرنے اور شہرت اور نام آوری کے لئے لباس پہنا تو اس کو آخرت میں جہنم کا لباس پہنا کر سزا دی جائے گی۔ پھر عورتوں میں ناشکری کا مرض ہونے کی وجہ سے ہی فضول خرچی کا مرض بھی پایا جاتا ہے، جس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”ایک مرض ان (عورتوں) میں اور بھی ہے وہ بھی ناشکری کی ایک قسم ہے، وہ یہ کہ (کوئی چیز) خواہ کارآمد ہو یا کٹی ہو ان کو پسند آنی چاہیے، پھر بے سوچے سمجھے اس کو خرید لیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ گھر میں رکھی ہوئی چیز کام آ ہی جاتی ہے، اور یہ ناشکری کی قسم اس وجہ سے ہے کہ یہ شوہر کے مال کو ضائع کرنا ہے اور خود اپنے مال کو ضائع کرنا بھی ناشکری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (اِنَّ الْمُبَدِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيْطٰنِيْنَ، وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا) کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے خدا کا ناشکر ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ فضول خرچی خدا تعالیٰ کی ناشکری ہے اور جب مال بھی دوسرے کا ہو (یعنی شوہر کا) تو خدا تعالیٰ کی ناشکری کے ساتھ خاوند کی بھی ناشکری ہے، اور اگر فضول خرچی نہ ہو تب بھی مسلمان کا دل تو زیادہ بکھیرے سے گھبرانا چاہیے، اور بے ضرورت کوئی چیز خریدنا تو فضول خرچی ہے، حدیث شریف میں ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا، مال کے ضائع کرنے سے۔

آج کل گھروں میں اور خاص بڑے گھروں میں بڑی فضول خرچی ہوتی ہے، برتن ایسے خریدے جاتے ہیں جو قیمت میں تو بہت زیادہ اور مضبوط خاک بھی نہیں، ذرا ٹھیس لگ جاوے تو چار ٹکڑے ہو جاویں پھر وہ حاجت (ضرورت) سے بھی زیادہ ہوتے ہیں چنانچہ بعض گھروں میں اس کثرت سے شیشہ اور چینی وغیرہ کے برتن ہوتے ہیں کہ عمر بھر میں ان کے استعمال کی نوبت نہیں آتی، اسی طرح کپڑوں میں بھی بہت فضول خرچی ہے (اس زمانہ میں) دس روپیہ گز کا اور پندرہ روپیہ گز کا (مہنگا ترین) کپڑا بہت باریک جو کہ ناجائز بھی ہے اور کسی کام کا بھی نہیں ہے پہنتی ہیں، اگر کہیں سے ذرا سا تاگا (دھاگا) نکل گیا تو پھر کسی کام کا نہیں، اور (اس کے برخلاف) موٹا کپڑا اگر پرانا ہو جاتا ہے تو کسی غریب ہی کے کام آ جاتا ہے، یہ تمام مصیبت اس کی ہے کہ عورتیں اس کی کوشش کرتی ہیں کہ ہمارا جوڑا ایسا ہو کہ کسی کے پاس ویسا نہ ہو، اپنی حیثیت کو نہیں دیکھتیں، برتنوں کپڑوں اور مکان ہر چیز میں دکھلاوا اور شیخی، بڑے بننے کی شان کوٹ کوٹ کر بھری ہے، یہ حال تو روزمرہ کے برتاؤ کا ہے، اور اگر کہیں بیاہ شادی پیش آ جائے تو کیا ٹھکانہ ہے، تمام رسمیں پوری کی جاویں گی، جن میں سراسر دکھلاوا ہی دکھلاوا ہے، بعض عورتیں اپنی تعریف کرتی ہیں کہ ہم نے رسمیں سب چھوڑ دیں، مگر یہ صحیح نہیں، کیونکہ رسمیں دو قسم کی ہیں ایک تو شرک و بدعت کی رسمیں، جیسے چٹائی پر بہو (دہن) کو بٹھلانا، اس کی گود میں بچہ دینا، کہ اس سے شگون لیتے ہیں کہ اولاد ہو، تو واقعی ایسے ٹونے ٹونے تو اکثر جگہ چھوٹ گئے، دوسرے شہرت اور نام کی رسمیں، سو یہ نہیں چھوٹیں، بلکہ مالدار کی وجہ سے بہ نسبت پہلے کے کچھ بڑھ گئی ہیں، پہلے زمانہ میں اتنا دکھلاوا اور شیخی نہ تھی، کیونکہ کچھ تو سامان کم تھا کچھ طبیعتوں میں سادگی تھی، اب تو کھانے میں الگ تکلف

ہو گیا، وہ پہلی سی سادگی ہی نہیں رہی، بلکہ پلاؤ بھی ہو، کباب بھی ہوں، فیرنی، تنجن، بریانی سب ہو، اور کپڑوں کے تکلفات کا ابھی بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ ایک دلہن ایک جگہ (اس زمانے میں) ڈیڑھ ہزار کا صرف کپڑا ہی کپڑا لائی، شاید یہ کپڑا اس کے مرنے تک بھی ختم نہ ہوا ہو، اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ دلہن مر گئی ہے اور یہ سب سامان ہزاروں روپیہ کا ضائع ہوا، پھر ایک فضول خرچی یہ ہے کہ دلہن کے کپڑوں کے علاوہ تمام کنبے کے جوڑے بنائے جاتے ہیں، اور بعض دفعہ ان کو پسند بھی نہیں آتے اور ان میں عیب نکالے جاتے ہیں تو کس قدر بے لطفی ہوتی ہے اور اس پر دعویٰ یہ ہے کہ ہم نے سب رسمیں چھوڑ دیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم جہیز کو دکھاتے تک نہیں، دیکھو ہم نے سب رسمیں چھوڑ دیں، سو جناب اس میں کیا کمال کیا، اپنی بستی میں تو برسوں پہلے سے سامان جمع کر کر کے ایک ایک کو دکھلا چکی ہو، جو مہمان آتی ہے اس کو بھی اور جو رشتہ دار آتی ہے اس کو بھی ایک ایک چیز دکھلائی جاتی ہے اور خود سامان آنے میں جو شہرت ہوتی ہے وہ الگ کہ آج دہلی (شہر) سے کپڑا آ رہا ہے اور مراد آباد (شہر) گئے تھے وہاں سے برتن لائے ہیں، اور اس کے بعد وہ دولہا کے گھر جا کر کھلتا ہے اور عام طور پر دکھایا جاتا ہے اور اسی واسطے لڑکی کے ساتھ بھیجا جاتا ہے، تو یہ اپنے ارادہ سے شہرت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ ہاں اگر لڑکی کے ساتھ نہ گیا تھا تو عقل کے بھی موافق تھا، کیونکہ یہ سب سامان لڑکی ہی کو دیا جاتا ہے اور اس وقت وہ قبضہ نہیں کرتی ہے اور نہ اس کو خبر ہوتی ہے اس کو دینا تو یہ ہے کہ ابھی اپنے گھر رکھو جب لڑکی تمہارے گھر آوے اس وقت وہ تمام سامان اس کے سامنے رکھو اور کہو کہ یہ سب چیزیں تمہاری ہیں، تمہارا جب جی چاہے لے جانا بلکہ مصلحت یہ ہے کہ اب نہ لے جائے کیونکہ اس وقت تو کوئی ضرورت نہیں ہے، جب ضرورت ہوگی اس وقت

لے جاوے، یہ عقل کے بھی موافق ہے اور اس میں دکھلاوا بھی نہیں، اگر ایسا کرتے اس وقت یہ دعویٰ صحیح ہوتا کہ ہم نے سب رسمیں چھوڑ دی ہیں، مگر چونکہ اس میں شہرت دکھلاوا نہیں ہے اس لئے ایسا کوئی بھی نہیں کرتا (تہذیب المواعظ ج ۱ ص ۶۲۳ تا ۶۲۷)۔

(وعظ عورتوں کی اصلاح)

گذشتہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معاشرہ میں پائی جانے والی اکثر رسموں اور فضول خرچیوں کی اصل ذمہ دار عورتیں ہیں، اور اس کی بنیاد وہی ناشکری ہے، جس کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے، اور جس کی وجہ سے عورتیں کثرت سے جہنم میں جائیں گی، اس لئے عورتوں کو چاہئے کہ اپنے آپ کو ناشکری اور اس سے پیدا ہونے والے گناہوں سے بچائیں، اور سچی و پکی توبہ کر کے دوزخ سے بچنے کا سامان کریں۔

(۳)..... خواتین کا عقل مند مردوں پر غالب آنا

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے دوزخ میں کثرت سے جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے خواتین کا تیسرا عیب اور تیسری کمزوری جو بیان فرمائی وہ یہ ہے کہ:

”مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِدَيْ لُبِّ مَنُكِّنٍ“

ترجمہ: میں نے عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود تم عورتوں سے زیادہ عقل مند پر غالب آ جانے والا کوئی نہیں دیکھا۔

مطلب یہ ہے کہ عورتیں باوجود یکہ عقل اور دین میں ناقص اور کمزور ہیں لیکن وہ عقل مند مرد کو بے وقوف بنا کر رکھ دیتی ہیں، ضد اور ہٹ دھرمی کر کے اور مختلف قسم کی پٹیاں پڑھا کر اچھے خاصے ہوش مند لوگوں کو بدھو بنا دیتی ہیں، مثلاً مرد سے کہا کہ تمہاری آمدنی کم ہے گزرا مشکل سے ہوتا ہے لہذا فلاں فلاں طریقہ سے مال حاصل کرو، چاہے وہ طریقہ حلال ہو یا حرام، کبھی کپڑے اور زیور کے متعلق اپنے آپ کو شوہر کے سامنے بہت غریب ظاہر کرتی ہیں اور حیلے

بہانے کر کے مہنگے ترین کپڑے اور زیورات تیار کرانے کا بوجھ شوہر کے اوپر ڈال دیتی ہیں، جس کے نتیجے میں شوہر حرام کمانے اور رشوت و سود وغیرہ کی لعنت میں مبتلا ہو جاتا ہے، اسی طرح شوہر کو بہکا پھسلا کر اس کے اپنے سنگے رشتہ داروں سے اس کو دور کر دیتی ہیں اور دل میں اُن کی طرف سے نفرت اور عداوت پیدا کر دیتی ہیں، جس کے نتیجے میں لڑائی جھگڑے اور قتل و غارت گری کی بھی نوبت آ جاتی ہے، اور قطع رحمی کا گناہ بھی سر پڑتا ہے، شادی بیاہ کی رسموں میں بھی عورتوں کا ہاتھ ہی زیادہ ہوتا ہے۔

اور کیونکہ مردوں کے اس قسم کے گناہوں میں مبتلا ہونے کا سبب عورتیں بنتی ہیں، اس لئے یہ وجہ بھی خواتین کے کثرت سے جہنم میں جانے کی ہے۔ ۱۔
اور اس قسم کے سب گناہ عورتیں کم عقلی کی وجہ سے کرتی ہیں، اور یہ عورتوں کی عقل کے ناقص ہونے کی دلیل ہے، غافلند ہونے کی نہیں۔
یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا تَوَكَّثُ بَعْدِي فِي النَّاسِ فِتْنَةٌ أَضَرَّ عَلَى الرَّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ (مسلم) ۲
ترجمہ: میں نے لوگوں میں اپنے بعد کوئی فتنہ مردوں پر عورتوں سے زیادہ نقصان دہ نہیں چھوڑا (مسلم)

مردوں کے حق میں عورتوں کو شدید فتنہ اسی لئے بتلایا گیا ہے کہ عورتوں کی وجہ سے مرد حضرات

۱۔ ویظہر لی ان ذالک من جملة اسباب کونہن اکثر اهل النار، لانہن اذا کن سببا لاذہاب عقل الرجل الحازم حتی یفعل او یقول ما لا ینبغی فقد شارکنہ فی الائم وزدن علیہ (فتح الباری لابن حجر، ج ۱ ص ۲۰۶، کتاب الحيض، باب ترک الحائض الصوم)

النساء یغلبن الرجال لان النساء الطف کیدا وانفذ حيلة ولهن فی ذالک رفق یغلبن به الرجال (فیض القدير للمناوی، تحت رقم الحديث ۹۵۹۹، ج ۶ ص ۳۵۷، حرف الهاء)

۲۔ رقم الحديث ۲۷۴۰ "۹۷" کتاب الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء الخ، واللفظ له، بخاری، رقم الحديث ۵۰۹۶؛ ترمذی، رقم الحديث ۲۷۸۰؛ باب ما جاء فی تحذیر فتنه النساء، ابن ماجه، رقم الحديث ۳۹۹۸، باب فتنه النساء؛ مسند احمد، رقم الحديث ۲۰۷۵۱۔

بہت بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ۱

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

إِنَّكُمْ أُبْتَلِیْتُمْ بِفِتْنَةِ الضَّرَّاءِ فَصَبَرْتُمْ ، وَاسْتَبْتَلَوْنَ بِفِتْنَةِ السَّرَّاءِ ، وَإِنَّ
أَخَوْفَ مَا أَتَخَوَّفُ عَلَيْكُمْ فِتْنَةُ النِّسَاءِ إِذَا سَوَّرَنَ الذَّهَبَ وَلَبَسْنَ
رِیْطَ الشَّامِ فَاتَّعَبْنَ الْغَنَى وَكَلَفْنَ الْفَقِیْرَ مَا لَا یَجِدُ (مصنف ابن ابی شیبہ) ۲

ترجمہ: بلاشبہ تمہارا تکلیفوں (یعنی تنگدستی، فقر و فاقہ اور افلاس وغیرہ) کے فتنہ سے

امتحان لیا گیا، تو تم نے صبر کیا (اور صبر کر کے کامیابی حاصل کی) اور عنقریب تمہارا

خوشحالی (یعنی راحت، عیش و عشرت، مال کی فراوانی) کے فتنہ سے بھی امتحان لیا

۱ (وعن أسامة بن زيد قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم " : - ما تركت بعدى ") أى: ما أترك وعبر بالماضى لتحقق الموت (فتنة) أى: امتحانا وبلية (أضر على الرجال من النساء) لأن الطباع كثيرا تميل إليهن وتقع فى الحرام لأجلهن، وتسعى للقتال والعداوة بسببهن، وأقل ذلك أن ترغبه فى الدنيا وأى فساد آخر من هذا، وحب الدنيا رأس كل خطيئة، وإنما قال: بعدى، لأن كونهن فتنة أضر بعده. (متفق عليه) (مرقاة المفاتيح، ج ۵ ص ۲۰۴، كتاب النكاح) (ما تركت) فى رواية ما أذع (بعدى فتنة أضر) وفى رواية لمسلم هى أضر (على الرجال من النساء) لأن المرأة لا تأمر زوجها إلا بشر ولا تحته إلا على شر وأقل فسادها أن ترغبه فى الدنيا ليتها لك فيها وأى فساد أضر من هذا مع ما هنالك من مظنة الميل بالعشق وغير ذلك من فتن وبلايا ومحن يضيق عنها نطاق الحصر، قال الحبر رضى الله عنه : لم يكفر من كفر ممن مضى إلا من قبل النساء وكفر من بقى من قبل النساء، وأرسل بعض الخلفاء إلى الفقهاء بجوائز فقبلوها وردها الفضيل فقالت له امرأته: ترد عشرة آلاف وما عندنا قوت يومنا؟ فقال: مثلى ومثلكم كقوم لهم بقرة يحرقونها فلما هرمت ذبحوها وكذا أنتم أردتم ذبحي على كبر سنى موتوا جوعا قبل أن تدبحوا فضيلا، وكان سعيد بن المسيب يقول وقد أتت عليه ثمانون سنة منها خمسون يصلى فيها الصبح بوضوء العشاء وهو قائم على قدميه يصلى: ما شاء أخوف عندى على من النساء، وقيل: إن إبليس لما خلقت المرأة قال: أنت نصف جندى وأنت موضع سرى وأنت سهمى الذى أرمى بك فلا أخطئ أبدا، وقال فى الحديث بعدى لأن كونهن فتنة صار بعده أظهر وأشهر وأضر، قال فى المطامح: فيه أنه يحدث بعده فتن كثيرة فهو من معجزاته لأنه إخبار عن غيب وقد وقع (فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۷۸۷۱)

۲ رقم الحديث ۳۸۴۳۶، كتاب الفتن، باب من كره الخروج فى الفتنة وتعوذ منها، واللفظ له، الزهد والرقائق لابن المبارك، رقم الحديث ۸۵، حلية الاولياء، ج ۱ ص ۲۳۶، تحت ترجمة معاذ بن جبل.

جائے گا (اور اس فتنہ سے بچنا بہت مشکل ہوگا) اور جس چیز کا مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف ہے، وہ عورتوں کا فتنہ ہے، جبکہ وہ سونے کے نگین (اور زیورات) پہنیں گی، اور شامی نرم، باریک کپڑے پہنیں گی، پس وہ مالدار آدمی کو (زیورات اور کپڑوں کے مطالبے کر کے) تعجب و مشقت میں ڈال دیں گی، اور نادار و غریب آدمی کو (جوان کے مطالبات پورے کرنے کی طاقت نہیں رکھے گا) مجبور کریں گی (جس کے نتیجے میں وہ حرام مال کمانے میں مبتلا ہوگا، اور اس طرح عورتیں دونوں قسم کے لوگوں کو ہلاکت میں مبتلا کر دیں گی) (ابن ابی شیبہ)

اور حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ خواتین کے تیسرے اور اختیاری عیب یعنی عقل اور دین میں ناقص ہونے کے باوجود عقل مند مردوں پر غالب آنے کے مرض کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

تیسرا عیب (عورتوں میں) بڑے ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینا (ہے) چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ (عورتیں) ایسی اتار چڑھاؤ کی باتیں کرتی ہیں کہ اچھے خاصے عقل مند بے عقل ہو جاتے ہیں۔ ان کی باتوں اور لہجہ میں پیدائشی ایسا اثر رکھا گیا ہے کہ خواہ مخواہ مرد پر اس سے اثر پڑتا ہے، اور اس کی یہ وجہ نہیں کہ یہ عقل میں مردوں سے زیادہ ہیں بلکہ وجہ اس کی یہ ہے کہ مکر اور چالاکی دوسری چیز ہے (عورتوں میں مکر اور چالاکی مردوں سے زیادہ ہوتی ہے، عقل اور چیز ہے اور مکر اور چالاکی دوسری چیز ہے) شیطان میں مکر اور چالاکی تھی عقل نہ تھی، اس واسطے دھوکہ کھایا جبکہ حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سجدہ نہ کیا اور یہ کہہ گزرا کہ (خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ)

آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے..... اس سے معلوم ہو گیا کہ اس میں عقل نہ تھی ہاں چالاکی اور مکر میں بے شک بے مثل ہے۔ اس پر ایک میاں (استاد) جی کی حکایت یاد آئی کہ ان کے پاس کہیں سے بتائے

آئے، انہوں نے ایک مٹی کے بدھنے (گھرے) میں آٹا لگا کر بند کر کے رکھ دیے تاکہ کوئی لڑکا نہ کھا جاوے۔ لڑکوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کوئی تدبیر ایسی ہونی چاہیے کہ بدھنے (گھرے) کا منہ بھی نہ کھلے، تاکہ راز ظاہر نہ ہو اور بتا شے بھی وصول ہو جائیں، سوچتے سوچتے ایک تدبیر نکالی کہ پانی لاکر ٹوٹی کی راہ سے اس میں بھرا، اور شربت گھول کر پی گئے تو یہاں یہ نہ کہا جاوے گا کہ یہ لڑکے بڑے عاقل تھے بلکہ یوں کہا جاوے گا، کہ بڑے شریر اور چالاک و مکار تھے، کیونکہ عقل تو اس بات کو چاہتی ہے کہ اپنے استاد کی خدمت اور تابعداری کی جاوے، نہ اور اُلٹا نقصان پہنچایا جاوے (کیونکہ عقل کے اصل معنی ہیں بند کرنے کے، پس عقل وہی ہے جو راہیوں سے بند رکھے ورنہ بندر بہت عجیب عجیب کام کرتے ہیں مگر اس سے بندر کو عقل مند نہ کہا جاوے گا بلکہ مکار اور نقال کہیں گے۔

غرض عقل اور چیز ہے اور چالاک اور مکر اور چیز ہے، عقل ضروری چیز ہے اور اُس کا نہ ہونا بُرا، اور چالاک بُری چیز ہے اور اس کا نہ ہونا اچھا، چنانچہ شریعت میں یہ بات پسند نہیں کہ دوسروں کو نقصان پہنچائے کیونکہ یہ مکر ہے۔ اسی طرح یہ بھی کمال نہیں کہ اپنے کو نقصان سے نہ بچائے کہ یہ کم عقلی ہے، حدیث میں ہے کہ:

(لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحُورٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ)

مسلمان ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں کاٹا جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر مسلمان کو کسی جگہ نقصان پہنچے تو اس کی شان یہ نہیں ہے کہ پھر وہاں جائے یا کسی سے نقصان پہنچا تو یہ مناسب نہیں کہ پھر اس سے معاملہ کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے اتنی ہوشیاری (بیدار مغزی) کمال کی بات ہے کہ اپنے کو نقصان سے بچائے اسی واسطے دین کو نفع ہمیشہ عقل مندوں سے ہی ہوا ہے۔ جتنے بھی نبی اور جتنے پیشوا دین کے ہوئے ہیں سب

بڑے عقل مند تھے، کسی نبی کی ایسی حکایت نہ سنی ہوگی کہ وہ بھولے ہوں، دنیا کی ان کو کچھ خبر نہ ہو۔ ہاں چالاک اور مکار نہ تھے، عقل مند اور ہوشیار تھے اور عقل ہی تو وہ چیز ہے جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔

عورتوں میں چالاکی اور مکر ہے عقل نہیں، اس چالاکی اور مکر کی وجہ سے ہوشیار کو بے عقل بنادیتی ہیں، چنانچہ تنہائی میں ایسی باتیں کرتی ہیں جس سے خاوند (شوہر) کا دل اپنی طرف ہو جائے اور سب سے چھوٹ جاوے۔ بیاہ کے بعد گھر آتے ہی سب سے اول کوشش ان کی یہ ہوتی ہے کہ خاوند (شوہر) ماں باپ سے چھوٹ جائے، یہ بڑے ستم (ظلم) کی بات ہے کہ جس ماں باپ نے مشقتیں اٹھا کر اس کے خاوند کو پالا اور اپنا خون جگر پلایا، خود تکلیف میں رہی اس کو آرام سے رکھا، اس کے تمام ناز و نخر اٹھائے (برداشت کئے) اور جس باپ نے دھوپوں کی تکلیف اٹھائی اور اولاد کے لئے گھر چھوڑا محنت کر کے ان کو پالا، آج ان کی خدمتوں کا یہ انعام (مصلہ) دیا جاتا ہے کہ ان سے چھڑایا جاتا ہے، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ۔

پھر اگر یہ ہنر (متر) ان کا چل گیا تو اس پر بھی بس (انتفا) نہیں کرتیں، کہتی ہیں کہ تم تو الگ ہو گئے مگر تمہاری کمائی تو ان کے پاس جا رہی ہے، کبھی ماں کو جوتا لایا، کبھی نقد کچھ دے دیا، غرضیکہ کوشش کر کے دینا دلانا بھی چھڑاتی ہیں، پھر اس پر بھی صبر نہیں آتا، اس کے بھائی بہن سے چھڑاتی ہیں اور اگر پہلی بیوی سے اولاد ہو، اُن سے بھی چھڑاتی ہیں، غرض رات دن (شب و روز) اسی فکر میں گزرتا ہے اور یہی رات دن کوشش ہوتی ہے کہ سوائے میرے اور میری اولاد کے کوئی نہ ہو اور انہیں (یعنی عورتوں) کی بدولت بہت سے گھروں میں بلکہ بہت سے خاندانوں میں نا اتفاقی ہو جاتی ہے۔

اور مردوں میں یہ بے احتیاطی ہے کہ ان کی باتیں سنتے ہیں اور اُس پر عمل کرتے ہیں اور اس ناشکری اور ہوشیار مرد کو بے عقل بنا دینے کی دوجہ ہیں، اول تو یہ کہ ان کو خاوند کی برابری (مساواة) کا گمان ہوتا ہے کہ ہم اس سے کیا کچھ کم ہیں، چنانچہ یہاں تک کوشش ہوتی ہے کہ بحثا بحثی میں بھی شوہر پر ہم غالب رہیں، جو بات خاوند (شوہر) کہتا ہے اُس کا جواب ان کے پاس تیار رہتا ہے، کوئی بات بے جواب نہ چھوڑیں گی خواہ ناگوار یا گوار ہو، خواہ معقول ہو یا نامعقول ہو اور ناشکری اکثر اسی برابری کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے (تسہیل المواعظ ج ۱ ص ۶۲ تا ۶۳۰ کذافی خطبات حکیم الامت

ج ۲۰ بیخون حقوق الزوجین ص ۱۸۶ و ۱۸۹ اعظا الکمال فی الدین)

معلوم ہوا کہ عورتوں میں فطری طور پر عقل کم ہوتی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بُری چیز نہیں۔

لیکن اسی کے ساتھ وہ مکر و چالاکی بہت کرتی ہیں، جو کہ بری چیز ہے، اور اس مکر و چالاکی اور عیاری کے داؤ پیچ چلا کر عورتیں مردوں کو چمکے دے دیتی ہیں اور دھوکہ میں مبتلا کر دیتی ہیں، جس کو اگرچہ عورتیں تو کمال سمجھتی ہوں، مگر یہ کوئی کمال کی بات نہیں بلکہ عقل کے نقصان کی بات ہے۔

ایک اور مقام پر حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”عورتوں کو چاہیے کہ خاوند (شوہر) کی اطاعت کیا کریں اس کا دل نہ دکھایا کریں۔ آج کل عورتیں اس کا ذرا بھی خیال نہیں کرتیں، وہ باہر سے تو تمام دن محنت اور مشقت اٹھا کر گھر میں آرام کے واسطے آتا ہے یہاں ایک محنت بیگم اس غریب کو ستانے کو موجود ہیں۔ کوئی بات نصیحت کی کہی تو ایک طعن (یا کوئی سخت کلمہ) انہوں نے بے چارہ پر کھینچ مارا (کس دیا) اور اگر (شوہر) کچھ تیز ہوا تو فرماتی ہیں کہ میں کسی کی لونڈی، باندی تو ہوں نہیں، جو مجھ کو ایسا ایسا کہتے ہو۔

خدا کے لئے خاوند (شوہر) کا دل نہ دکھایا کرو۔ اس سے کوئی گراں (بڑی) فرمائش نہ کیا کرو۔ اس کی کسی بات کو رد نہ کیا کرو (یعنی نافرمانی نہ کیا کرو)
مگر آج کل عورتوں کی یہ حالت ہے کہ یوں چاہتی ہیں کہ خاوند (شوہر) ہمارا غلام رہے بس رات دن ہماری ہی عبادت کیا کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تو یہ ہے کہ:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

(میں نے جنات اور انسان کو صرف اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے)
لیکن عورتوں کا مشرب (طور طریقہ) یہ ہے کہ وَمَا خَلَقَ إِلَّا زَوْجًا لِّلْإِطِيعُونَ
(شوہروں کو صرف اس لئے پیدا کیا گیا ہے تاکہ ہماری اطاعت کریں) (وعظ

الخصوع ص ۲۷، ۲۸: مطبوعہ دفتر الایقان کراچی و خطبات حکیم الامت ج ۷ بعنوان حقیقت عبادت ص ۲۵۸)

معلوم ہوا کہ عورتوں کا مردوں پر غالب آنا اور مردوں کو زیر کرنا کوئی اچھی بات نہیں، بلکہ بری بات ہے، اچھی خصلت یہی ہے کہ عورتیں مردوں کے تابع رہیں، اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری میں اپنی سعادت سمجھیں، کیونکہ عورتوں کے مردوں پر غالب آنے کی وجہ سے بھی ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔

بہر حال عورتوں کے جہنم میں جانے کا ایک سبب اُن کا مردوں پر غلبہ حاصل کر لینا ہوا۔

(۵،۴)..... خواتین میں عقل اور دین کی کمی

اس حدیث کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے دو غیر اختیاری عیبوں کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

”أَمَّا نَقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ فَهَذَا نَقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْكُثُ اللَّيَالِيَ مَا تُصَلِّي وَتَقْطُرُ فُي رَمَضَانَ فَهَذَا نَقْصَانُ الدِّينِ“

ترجمہ: عقل کا نقصان تو یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے، یہ تو عقل کا نقصان ہوا، اور دین کا نقصان یہ ہے کہ مخصوص ایام میں عورتیں نماز نہیں پڑھ سکتیں اور رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتیں تو یہ دین کا نقصان ہوا۔ شریعت نے دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کے برابر شمار کیا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَصِلَ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى (سورة البقرة رقم الآية ۲۸۲)

ترجمہ: اگر دو گواہ مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو (یعنی ان پر تمہیں اعتماد ہو) تاکہ ان دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھول جائے تو ان میں سے ایک، دوسری کو یاد دلادے (سورہ بقرہ)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کی عقل کو ناقص قرار دیا ہے۔

اور عورت کے دین کا نقصان یہ ہے کہ ہر مہینے جو خاص ایام آتے ہیں ان میں نمازوں سے محروم رہتی ہے اور ان ایام میں روزہ بھی نہیں رکھ سکتی، بلکہ بعد میں ان روزوں کی قضا کرے گی۔

شاید کوئی عورت دل میں یہ سوال اٹھائے کہ اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ خاص ایام کی مجبوری قدرتی ہے اور شریعت نے ان دنوں میں خود ہی نماز روزہ سے روکا ہے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مجبوری اگرچہ فطری اور طبعی ہے اور شریعت نے بھی ان دنوں میں نماز روزے سے روکا ہے مگر یہ بات بھی تو ہے کہ نماز روزہ کی ادائیگی کی جو برکات ہیں ان سے محروم رہتی ہے، فطری مجبوری ہی کی وجہ سے تو یہ قانون ہے کہ ان ایام میں نمازیں بالکل معاف کر دی گئی ہیں جن کی قضا بھی نہیں اور رمضان کے روزے کی قضا تو ہے مگر رمضان میں روزہ نہ رکھنے پر کوئی مؤاخذہ نہیں، اب اگر کوئی عورت یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مجبوری کیوں

لگائی ہے؟ تو یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت میں دخل دینا ہوا اور اس کی قدرت و مشیت پر اعتراض کرنا ہوا، یہ ایسی ہی بات ہے کہ جو شخص حج کرے گا اسے حج کا ثواب ملے گا جو نہ کرے گا اسے یہ ثواب نہیں ملے گا، جس کے پاس حج کرنے کا پیسہ نہیں ہے اگر وہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیسہ کیوں نہیں دیا تو یہ اس کی بے وقوفی ہے اور اس کی عقل کم ہونے کی دلیل ہے (تحفہ خواتین ص ۶۲۰ و ۶۲۱ بتحیر) ۱

یہ سب گفتگو تو ان عورتوں کے متعلق ہے جو پاکی کے زمانے میں پابندی سے نماز، روزے کا اہتمام کرتی ہوں، لیکن جو عورتیں پاکی کے زمانے میں بھی نماز، روزے سے غافل ہوں، ان کے دین کے نقصان کی کیا حالت ہوگی؟ اس کا اندازہ خود ہی لگایا جاسکتا ہے۔ عورتوں کی عقل اور دین ہی کے ناقص ہونے کی وجہ سے شریعت کی طرف سے عورتوں کو مرد حضرات کا امام اور مقتداء بننے کی اجازت نہیں دی گئی، اور اجتماعی کاموں میں عورت کو بنیادی اور مرکزی قیادت کے عہدے سے محروم کر دیا گیا ہے، کیونکہ ان چیزوں کے لئے غیر معمولی عقل و دین کی ضرورت ہے، جو عورتوں کی صنف میں موجود نہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ:

لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَوْ أَتَتْهُمْ امْرَأَةٌ (بخاری) ۲

۱۔ الحائض لا تأثم بترك الصلاة زمن الحيض لكنها ناقصة عن المصلى وهل تثاب على هذا الترك لكونها مكلفة به كما يثاب المريض على النوافل التي كان يعملها في صحته وشغل بالمرض عنها، قال النووي رحمه الله الظاهر انها لا تثاب والفرق بينها وبين المريض انه كان يفعلها بنية الدوام عليها مع اهليته والحائض ليست كذلك وعندى في كون هذا الفرق مستلزماً لكونها لا تثاب وقفة اه. قال العيني رحمه الله ينبغي ان تثاب على ترك الحرام فان الصلاة حرام عليها في زمن الحيض فليتأمل (فتح المهمل شرح صحيح مسلم جلد ۲ صفحہ ۷۱، باب بيان نقص الايمان بنقص الطاعات)

۲۔ رقم الحديث ۴۲۲۵، كتاب المغازی، باب كتاب النبي صلى الله عليه وسلم إلى كسرى وقيصر، واللفظ له، ترمذی رقم الحديث ۲۲۶۲، سنن نسائی رقم الحديث ۵۳۸۸، مسند احمد رقم الحديث ۲۰۴۰۲، مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحديث ۳۸۹۴۲، مستدرک حاکم رقم الحديث ۴۶۰۸، مسند الطيالسی رقم الحديث ۹۱۹، عن ابی بكرة.

ترجمہ: وہ قوم ہرگز فلاح (و کامیابی) نہیں پاسکتی، جس نے اپنے اُمور عورت کے

سپر دکر دیئے (بخاری)

اس میں عورت کو ملک کی حکمرانی کے امور سپرد کرنا بھی داخل ہے، مثلاً صدر، وزیر اعظم یا

قاضی بنانا۔ ۱

اور عورتوں کے دین اور عقل کے ناقص ہونے ہی کی وجہ سے دجال کی اکثر پیروکار مردوں کے مقابلہ میں عورتیں ہوں گی۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ:

لَا يَبْقَى مُنَافِقٌ، وَلَا مُنَافِقَةٌ إِلَّا خَرَجَ إِلَيْهِ، وَأَكْثَرُ يَعْنِي مَنْ يَخْرُجُ إِلَيْهِ

۱ (قال لن يفلح قوم ولوا) بالتشديد؛ أى فوضوا (أمرهم)؛ أى أمر ملكهم (امراة) فى شرح السنة؛ لا تصلح المرأة أن تكون إماما، ولا قاضيا؛ لأنهما محتاجان إلى الخروج للقيام بأمر المسلمين، والمرأة عورة لا تصلح لذلك، ولأن المرأة ناقصة؛ والقضاء من كمال الولايات؛ فلا يصلح لها إلا الكامل من الرجال (مرقاة المفاتيح، ج ۶ ص ۲۴۰۶، كتاب الامارة والقضاء، الفصل الاول)

(لن يفلح قوم ولوا) وفى رواية ملكوا (أمرهم امراة) بالنصب على المفعولية وفى رواية ولى أمرهم امراة بالرفع على الفاعلية وذلك لنقصها وعجز رأيها ولأن الوالى مأمور بالبروز للقيام بأمر الرعية والمرأة عورة لا تصلح لذلك فلا يصح أن تولى الإمامة ولا القضاء (فيض القدير للمناوى، تحت حديث رقم ۷۳۹۳)

قوله لن يفلح قوم ولوا أمرهم امراة قوم مرفوع لأنه فاعل لن يفلح وامراة نصب على المفعولية وفى رواية حميد ولى أمرهم امراة بالرفع لأنه فاعل ولى وأمرهم بالنصب على المفعولية واحتج به من منع قضاء المرأة وهو قول الجمهور (عمدة القارى، ج ۲۴ ص ۲۰۴، كتاب الفتن، باب بعد باب الفتنة التى تموج كموج البحر)

لا يفلح قوم أسندوا أمرهم إلى امراة ودليلنا من جهة المعنى أنه أمر يتضمن فصل القضاء فوجب أن تنافيه الأنوثة كالإمامة قال القاضى أبو الوليد وكفى فى ذلك عندى عمل المسلمين من عهد النبى صلى الله عليه وسلم لا نعلم أنه قدم لذلك فى عصر من الأعصار ولا بلد من البلاد امراة كما لم يقدم للإمامة امراة والله أعلم وأحكم (المنتقى شرح المؤطا، ج ۵ ص ۱۸۲، كتاب الاقضية، الباب الاول فى صفة القاضى)

النِّسَاءُ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۴۱۱۲) ۱

ترجمہ: کوئی منافق مرد اور عورت دجال کی طرف سے نکلنے سے باقی نہیں رہے گا،
اور دجال کے پاس سب سے زیادہ عورتیں جانے والی ہوں گی (مسند احمد)

اور ایک لمبی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَأَكْثَرُ تَبَعِهِ الْيَهُودُ وَالنِّسَاءُ (مسند احمد) ۲

ترجمہ: دجال کے اکثر پیروکار یہودی اور عورتیں ہوں گی (مسند احمد)

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کے عقل و دین کے نقصان والے عیوب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

غیر اختیاری عیب جن کے دور کرنے پر قدرت نہیں یہاں پر دو بتلائے گئے ہیں،
ایک عقل کی کمی، دوسرے دین کی کمی۔

عقل کی کمی کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علامت سے بیان فرمایا کہ دو عورتوں
کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ان کی عقل میں

۱ حدیث صحیح بطرقہ وشواہد، وهذا إسناد رجاله ثقات رجال الشيخين (حاشیہ مسند احمد)

وقال الهيثمي:

ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۰۷)

وقال الالبانی:

قلت وهذا إسناد صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين، وزهير وهو ابن محمد التميمي،
أبو المنذر الخراساني -الراجع فيه أن رواية البصريين عنه مستقيمة - كما قال الإمام
أحمد وغيره-، وهذه منها، ولهذا قال ابن كثير في "النهاية" (۱/ ۱۲۷) "تفرد به أحمد،
وإسناده جيد، وصححه الحاكم" (السلسلة الصحيحة: تحت حديث رقم ۳۰۸۱)

۲ رقم الحديث ۱۷۹۰۰، المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۸۳۹۲، عن عثمان بن أبي
العاص.

قال الهيثمي:

رواه أحمد والطبرانی وفيه على بن زيد وفيه ضعف وقد وثق، وبقيّة رجالهما رجال
الصحيح. (مجمع الزوائد، ج ۷ ص ۳۴۲)

نقصان ہے۔

دین کی کمی کو اس دلیل سے بیان فرمایا کہ عورتوں کو نماز پڑھنے کے مواقع کم ملتے ہیں، زمانہ حیض میں نماز نہیں پڑھ سکتیں اور نمازوں کی کمی دین کی کمی ہے اور نمازوں کی کمی کا سبب ہے حیض کا آنا، اور ظاہر ہے کہ وہ پیدائشی ہے اپنے اختیار سے نہیں ہے اس لیے یہ عیب غیر اختیاری ہوا جیسا پہلا (عیب) بھی غیر اختیاری تھا، اور تین عیب اختیاری بتلائے گئے ہیں کہ ان کا دور کرنا اختیار میں ہے، وہ یہ ہیں:

خاندن کی ناشکری، ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینا، کثرت سے لعنت ملامت کرنا، اول کے دو عیب جو غیر اختیاری ہیں ان کی فکر تو بے فائدہ ہے، کہ وہ علاج سے دور ہونے والے نہیں بلکہ اس کی تو آرزو کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے مردوں کی فضیلتیں سن کر فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا کہ ہم بھی مرد ہوتے، تو مردوں کی سی فضیلت ہم کو بھی ملتی اس پر یہ آیت اتری وَلَا تَسْمَنُوا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ . یعنی اس چیز کی آرزو مت کرو جس کے ساتھ بعض کو بعض پر پیدائشی فضیلت دی ہے، آگے فرماتے ہیں کہ مردوں کے لیے حصہ ہے ان کاموں میں جو انہوں نے کیے، مطلب یہ ہے کہ ایسی آرزو کو چھوڑو، اور نیک کاموں میں کوشش کرو جو اختیار اور قبضہ کے ہیں، اب اس پر (خواتین کی طرف سے) یہ شبہ ہوتا ہے کہ اگر ہم نیک کاموں میں کوشش بھی کریں تب بھی ناقص ہی رہیں گے، نقصان ہمارا کہاں دور ہوا، تو اس کا جواب فرماتے ہیں وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ یعنی اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو، مطلب یہ ہے کہ نیک کام کر کے اگر خدا کا فضل ہو تو تم مردوں سے بڑھ سکتی ہو، غرضیکہ جو عیب غیر اختیاری ہیں ان کی

فکر تو بالکل فضول ہے (البتہ اس کا فائدہ یہ ہے کہ عورتیں اپنے آپ کو مردوں سے عقل اور دین میں ناقص سمجھا کریں، اور اپنی رائے کو دوسروں کے مقابلہ میں رائج نہ سمجھا کریں اور غرور و تکبر میں مبتلا نہ ہوا کریں) اور جو عیب اختیاری ہیں ان کی اصلاح اور درستی ضروری ہے، اور وہ کل تین ہیں، کثرت سے لعنت ملا مت کرنا، خاوند کی ناشکری، ہوشیار مرد کو بے عقل کر دینا (تہذیب المواعظ ج ۱ ص ۶۲۲ و ۶۲۳، وعظ عورتوں کی اصلاح)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ خواتین میں مرد حضرات کے مقابلہ میں عقل اور دین دونوں چیزیں ناقص ہوتی ہیں، اس لئے خواتین کو اپنے آپ کو کامل نہیں سمجھنا چاہئے، بلکہ انہیں اپنے شوہروں اور سرپرستوں کی اتباع کرنی چاہئے، جس کے ذریعہ سے وہ کئی نقصانات سے اپنے آپ کو اور دوسروں کو بچا سکتی ہیں۔

کیونکہ عورتوں کے دین و عقل کا ناقص ہونا غیر اختیاری ہے، جس کا ازالہ تو ممکن نہیں، اب اس کے نقصان سے بچنے کا یہی طریقہ ہوا کہ وہ کامل کی اتباع و پیروی کریں، نہ یہ کہ وہ ناقص ہو کر کامل کو اپنے ماتحت و تابع بنا کر رکھیں۔



خواتین کو جہنم سے بچنے کے لئے دوا اعمال کا حکم

یُس تو خواتین کو جہنم سے بچنے کے لئے ان عیبوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے جن کا پہلے ذکر ہوا، اور ان عیبوں سے خصوصاً جو اپنے اختیار میں ہیں سچے دل سے توبہ کرنی چاہئے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کے عیوب کو بیان کرتے ہوئے اور اُن کو کثرت سے جہنم میں جانے سے بچنے کے لئے علاج کے طور پر دو چیزوں کا حکم فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا کہ:

”تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ الْإِسْتِغْفَارَ“

ترجمہ: تم صدقہ دیا کرو، اور کثرت سے استغفار اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کیا کرو۔

عبادتیں دو قسم کی ہیں، ایک مالی، اور دوسری بدنی۔

صدقہ مالی عبادت ہے، اور استغفار بدنی عبادت ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو جہنم سے بچنے کے لئے مالی اور بدنی دونوں قسم کی عبادتوں کے جمع کرنے کا حکم بیان فرمایا۔ اور صدقہ میں زکاۃ اور واجبی نفلی صدقات سب داخل ہیں، اور استغفار سے مراد مغفرت کی دعا کرنا ہے، اور توبہ کرنے پر بھی استغفار کا اطلاق ہوتا ہے۔ ۱

۱۔ قوله: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ، تَصَدَّقْنَ، وَأَكْثِرْنَ الْإِسْتِغْفَارَ؛ فَإِنِّي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ، هَذَا نَدَاءٌ لِّجَمِيعِ نِسَاءِ الْعَالَمِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِرْشَادٌ لَّهُنَّ إِلَى مَا يُخَلِّصُهُنَّ مِنَ النَّارِ، وَهُوَ الصَّدَقَةُ مُطْلَقًا، وَاجِبُهَا وَتَطَوُّعُهَا. وَالظَّاهِرُ: أَنَّ الْمُرَادَ هُنَا الْقَدْرَ الْمَشْتَرَكُ بَيْنَ الْوَاجِبِ وَالتَّطَوُّعِ؛ لِقَوْلِهِ فِي بَعْضِ طَرَفِهِ: وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ. وَالِاسْتِغْفَارُ: سُؤَالُ الْمَغْفِرَةِ، وَقَدْ يَعْبُرُ بِهِ عَنِ التَّوْبَةِ؛ كَمَا قَالَ تَعَالَى، أَى: تَوْبُوا إِلَيْهِ وَإِنَّمَا عَبَّرَ عَنِ التَّوْبَةِ بِالِاسْتِغْفَارِ؛ لِأَنَّهُ إِنَّمَا يَصْدُرُ عَنِ النَّدَمِ وَحَلِّ الْإِصْرَارِ، وَذَلِكَ هُوَ التَّوْبَةُ. فَأَمَّا الْإِسْتِغْفَارُ مَعَ الْإِصْرَارِ، فَحَالُ الْمُنَافِقِينَ وَالْأَشْرَارِ، وَهُوَ جَدِيرٌ بِالرَّدِّ وَكَثِيرُ الْأَوْزَارِ، وَقَدْ قَالَ بَعْضُ الْعَارِفِينَ: "الِاسْتِغْفَارُ بِاللِّسَانِ تَوْبَةُ الْكَذَّابِينَ". (المفهم لما اشكل فيه من كتاب مسلم، كتاب الايمان، باب كفران العشير، وكفر دون كفر) فففيه جمل من العلوم منها الحث على الصدقة وأفعال البر والإكثار من الاستغفار وسائر الطاعات. وفيه أن الحسنات يذهبن السيئات كما قال الله عز وجل (شرح النووي على مسلم، ج ۲ ص ۶۶، كتاب الايمان)

صدقہ تو مال کی محبت کم کرنے کا ذریعہ ہے اور استغفار گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے، ایک طرف تو صدقہ کے ذریعہ سے عورتوں کو مال کی محبت کم ہوگی، اور دوسری طرف استغفار سے گناہ معاف ہوں گے اور اپنے آپ کو گناہوں سے بچانے کا جذبہ پیدا ہوگا، اس طرح صدقہ و استغفار کے یہ دونوں عمل خواتین کو گناہوں اور جہنم سے بچانے کا سبب بنیں گے۔

زکاۃ و صدقہ کے اہتمام سے اللہ تعالیٰ کا غیظ و غضب ٹھنڈا ہوتا ہے اور استغفار کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اور عورتوں کے جو امراض بیان کیے گئے ان کے یا ان کے ضرر کے ازالہ کے لئے زکاۃ و صدقات اور استغفار کا اہتمام یہ دونوں اعمال بہت مفید ہیں۔

(۱)..... پہلا عمل: زکاۃ و صدقہ کا اہتمام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو پہلا حکم یہ ارشاد فرمایا کہ وہ صدقہ دیا کریں۔ صدقہ کے عام مفہوم میں زکاۃ اور واجبی و نفلی صدقات یعنی خیر خیرات سب ہی داخل ہیں، ان سب کو جہنم سے بچانے میں خاص دخل ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو زکاۃ و صدقہ کا حکم فرماتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ اگرچہ وہ زکاۃ و صدقہ اپنے زیور ہی سے کیوں نہ ادا کریں۔ کیونکہ صدقہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب اور جہنم سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

صدقہ جہنم کے عذاب سے بچانے میں بہت اثر رکھتا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ (مسند احمد) ۱

۱۔ رقم الحديث ۵۲۸۴، واللفظ له، مسند ابی یعلیٰ موصلی، رقم الحديث ۱۹۹۹، ابن حبان، رقم الحديث ۱۷۲۳۔
﴿بقیہ حاشیہ گلی صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بھادیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بھادیتا ہے (مسند احمد)

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ (ترمذی) ۱
ترجمہ: اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بھادیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بھادیتا ہے (ترمذی)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہی ایک روایت میں ہے کہ:
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَالصَّلَاةُ نُورُ الْمُؤْمِنِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ (ابن ماجہ) ۲
ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا لیتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے، اور صدقہ گناہوں کو اس طرح بھادیتا ہے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الهیثمی: رواه أحمد والبزار وزاد: " لا يدخل الجنة لحم نبت من سحت، النار أولى به ".
ورجالہما رجال الصحیح (مجمع الزوائد، ج ۵ ص ۲۴۷، تحت رقم الحدیث ۹۲۶۳)
وقال فی موضع: رواه أبو یعلیٰ، ورجالہ رجال الصحیح غیر إسحاق بن أبی اسرائیل، وهو ثقة
مأمون (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۳۰، تحت رقم الحدیث ۱۰۷۷۱)
وقال المنذری: رواه أبو یعلیٰ بإسناد صحیح (الترغیب والترہیب، تحت رقم الحدیث ۱۲۸۰، ج ۲ ص ۶)

وفی حاشیة مسند احمد: إسناده قوى على شرط مسلم، رجالہ ثقات غیر ابن خثیم، فصدق لا بأس به.
۱ رقم الحدیث ۲۶۱۶، کتاب الایمان، باب ما جاء فی حرمة الصلاة، ابن ماجہ، رقم الحدیث ۳۹۷۳، مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۱۳۳.

۲ رقم الحدیث ۴۲۱۰، کتاب الزہد، باب الحسد، واللفظ لہ، شعب الایمان للبیہقی رقم الحدیث ۶۱۸۶، مسند ابی یعلیٰ رقم الحدیث ۳۶۵۶، مسند البزار رقم الحدیث ۶۲۱۲.

جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، اور نماز مؤمن کا نور ہے، اور روزہ (جہنم کی) آگ سے بچانے کے لیے ڈھال (کی طرح) ہے (ابن ماجہ)

اس سے معلوم ہوا کہ شرعی صدقہ سے انسان کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

اور ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

إِنَّ الصَّدَقَةَ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَذْفَعُ عَنْ مِيتَةِ السُّوءِ (ترمذی) ۱

ترجمہ: صدقہ رب کے غضب کو بجھاتا ہے، اور بری موت کو دور کرتا ہے (ترمذی)

اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ (المعجم الكبير للطبرانی حدیث نمبر ۵۶۵۱ عن كعب بن عجرة)

ترجمہ: اور صدقہ رب تعالیٰ کے غضب کو اس طرح بجھا دیتا ہے، جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے (طبرانی)

اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:

إِنَّ صَدَقَةَ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ (المعجم الكبير للطبرانی) ۲

ترجمہ: چھپ کر صدقہ کرنا، رب تعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے (طبرانی)

اس قسم کی اور بھی روایات ہیں، اور چھپ کر صدقہ کرنے کی قید اخلاص کو ملحوظ رکھنے کے لئے ہے۔ ۳

۱۔ رقم الحدیث ۶۶۴، کتاب الزکاة، باب ماجاء فی فضل الصدقة، واللفظ له، شعب الایمان للبیہقی رقم الحدیث ۳۰۸۰، صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۳۳۰۹ عن انس۔

قال الترمذی: هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه (حوالہ بالا)

۲۔ رقم الحدیث ۱۰۱۸، ج ۱ ص ۱۹، عن بهز بن حکیم عن ابیہ عن جده۔

قال المنذری: رواه الطبرانی فی الكبير وفيه صدقة بن عبد الله السمين ولا بأس به فی الشواهد (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحدیث ۱۳۱۶)

۳۔ عن أبی امامة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صنائع المعروف تقي مصارع السوء، وصدق السر تطفئ غضب الرب، وصلة الرحم تزيد فی

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (بخاری) ۱
ترجمہ: جہنم کی آگ سے بچو، اگرچہ کھجور کے ایک حصہ (کو صدقہ کرنے) کے ذریعہ سے ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی یہ بھی نہ پائے، تو اچھے کلمہ کے ذریعہ سے (بخاری)

اس قسم کا مضمون کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقہ جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةً لِحَارَتِهَا وَلَوْ فَرَسَنَ شَاةٍ (بخاری) ۲
ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے کہ اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے، اگرچہ بکری کا کھڑ، ہی کیوں نہ ہو (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ کوئی ادنیٰ چیز ہدیہ و صدقہ میں دی جائے یا لی جائے اس کو حقیر نہ سمجھا جائے۔ ۳

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

العمرو (المعجم الكبير للطبرانی رقم الحديث ۸۰۱۴)

قال الهيثمي: رواه الطبرانی في الكبير وإسناده حسن (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۱۵)

وقال المنذرى: رواه الطبرانی في الكبير بإسناد حسن (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۸۸۹)

۱۔ رقم الحديث ۶۰۲۳، كتاب الادب، باب طيب الكلام، واللفظ له، مسلم رقم الحديث

۱۰۱۶ "۶۸" مسند احمد رقم الحديث ۱۸۲۵۳.

۲۔ رقم الحديث ۶۰۱۷، كتاب الادب، باب لا تحقرن جارة لجارته، واللفظ له، مسلم رقم

الحديث ۱۰۳۰ "۹۰" عن ابی هريرة.

۳۔ "لا تحقرن" بفتح حرف المضارعة وبالنون الثقيلة أى: لا تستحق إهداء شيء أو تصدقة

﴿بقية حاشية اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صدقہ دینے والے کے لئے کوئی زیادہ بڑا مالدار ہونا ضروری نہیں، بلکہ غریب انسان بھی اپنی حیثیت کے مطابق تھوڑا بہت صدقہ کر کے صدقہ کے فضائل کا مستحق ہو سکتا ہے۔

پھر اپنے غریب و مستحق اقرباء و اعزہ پر زکاۃ و صدقہ کو خرچ کرنے کا دُہرا ثواب ہے۔ البتہ والدین کا اولاد کو اور اولاد کا والدین کو، اور میاں بیوی کا ایک دوسرے کو اپنے مال کی زکاۃ دینا جائز نہیں، لیکن نفلی صدقات کا استعمال ان رشتہ داروں کے لئے بھی جائز ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے رشتہ دار یتیم بچوں اور اپنے مستحق شوہر پر صدقہ کرنے کے بارے میں سوال کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ (بخاری) ۱

ترجمہ: حضرت زینب کے لئے ان پر صدقہ کرنے سے دو اجر ہیں، ایک رشتہ

داری کا اجر اور ایک صدقہ کا اجر (بخاری)

اور ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

"جَارَةٌ" أى: فقيرة أو غنية منكن أو من غيركن وهى مؤنث الجار، وقيل: جارة المرأة امرأة زوجها "لجارتها" أى: لأجلها وإن كانت من الأكابر "ولو فرسن شاة" بكسر الفاء والسين أى: ولو أن تهدي أو تصدق فرسن شاة وهو لحم بين ظلفى الشاة وأريد به المبالغة أى: ولو شيئاً يسيراً وأمرنا حقيراً لقوله - تعالى - (فمن يعمل مثقال ذرة خيراً يره) (مراقبة المفاتيح، ج ۳ ص ۱۳۳۶، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة)

۱۔ رقم الحديث ۱۳۷۳، كتاب الزكاة، باب الزكاة على الزوج والأيتام فى الحجر، واللفظ له، مسلم رقم الحديث ۲۳۶۵، نسائی رقم الحديث ۲۵۸۲۔

أن ذلك كان فى صدقة نافلة؛ لأنها هى التى كان - عليه الصلاة والسلام - يتخول بالموعظة والحث عليها، وقوله: وهل يجزئ؛ وإن كان فى عرف الفقهاء الحادث لا يستعمل غالباً إلا فى الواجب؛ لكن كان فى ألفاظهم لما هو أعم من النقل لأنه لغة الكفاية، فالمعنى: هل يكفى التصديق عليه فى تحقيق مسمى الصدقة وتحقيق مقصودها من التقرب إلى الله - تعالى (مراقبة المفاتيح، ج ۳ ص ۱۵۲، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة)

الصَّدَقَةُ عَلَى الْمُسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَهِيَ عَلَى ذِي الْقَرَابَةِ اثْنَتَانِ:

صِلَّةٌ، وَصَدَقَةٌ (مسند احمد) ۱

ترجمہ: مسکین (یعنی عام مستحق و غریب) پر صدقہ کرنا، صدقہ ہے، اور قرابت دار

پر صدقہ کرنا، صلہ رحمی اور صدقہ دو چیزوں کا مجموعہ ہے (مسند احمد)

(صدقہ کے مزید فضائل و فوائد کے لئے ہمارا دوسرا رسالہ ”صدقہ کا صحیح طریقہ اور نکرے کا صدقہ“ ملاحظہ فرمائیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو صدقہ کرنے کی تاکید فرمائی اور اتنے سخت انداز میں تاکید فرمائی کہ اگر صدقہ کے لئے ان کے پاس زیور کے علاوہ کوئی اور چیز نہ ہو تو زیور ہی سے صدقہ کیا کریں (بشرطیکہ زیور ان کی ملکیت ہو یا شوہر کی ملکیت ہو تو اسکی اجازت ہو) کیونکہ قیامت کے دن اکثر جہنم میں جانے والی خواتین ہی ہوں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو جہنم سے بچنے کا یہ طریقہ بتلایا کہ وہ صدقہ دیا کریں اگرچہ زیورات ہی سے صدقہ کیوں نہ کریں۔

خواتین کو مال اور خاص طور پر زیورات سے بہت محبت ہوتی ہے اور زیور کی خاطر وہ طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں، ایک گناہ تو خود مال اور زیورات کی بے جا محبت ہی ہے، اوپر سے مال حاصل کرنے کے لئے حلال و حرام کی تمیز نہ رہنا، اور اپنے شوہروں کو کسی بھی جائز و ناجائز طریقہ پر مال حاصل کرنے پر آمادہ یا مجبور کرنا اور زیورات کے ذریعہ دکھلاوا کرنا، دوسری عورتوں کے سامنے اپنے زیورات کو بڑھا چڑھا کر ظاہر کرنا اور نامحرموں کے سامنے اپنے زیورات کا اظہار کرنا اور ان زیورات کی زکاۃ ادا نہ کرنا نیز صدقہ نہ کر کے مال کی محبت کا علاج نہ کرنا اور اس جیسے دوسرے گناہ بھی جب جمع ہو جائیں تو پھر عورتوں کے کثرت سے جہنم میں جانے میں کیا شبہ اور کیا کسر باقی رہ جاتی ہے۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو اس انداز میں خطاب فرمایا کہ:

۱۔ رقم الحدیث ۱۶۲۲۷، واللفظ لہ، ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۸۴۳، ترمذی، رقم الحدیث ۶۵۸ بلفظ ذی الرحم.

يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ أَمَّا لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحْلَيْنَ بِهِ أَمَّا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُنَّ
 امْرَأَةٌ تَحْلَى ذَهَبًا تُظْهِرُهُ إِلَّا غَدَبَتْ بِهِ (ابوداؤد) ۱
 ترجمہ: اے عورتوں کی جماعت! تمہیں کیا ہو گیا کہ تم چاندی کا زیور نہیں پہنتیں
 (اور اس کے بجائے صرف سونے کے زیورات ہی کا انتخاب کرتی ہو) خبردار
 ہو جاؤ، تم میں سے کوئی عورت بھی ایسی نہیں جو سونے کے زیورات پہن کر دکھلاوا
 (اور تکبر و تفاخر) کرتی ہو، مگر یہ کہ اسے اس (دکھلاوا اور تکبر و تفاخر کرنے) کی وجہ
 سے قیامت کے روز عذاب میں مبتلا کیا جائے گا (ابوداؤد)

عورتوں میں زیور اور مال کی محبت اور ریا کاری کا مرض

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ایک قلبی اور چھپے ہوئے مرض کی
 اچھوتے انداز میں نشاندہی فرمائی، جس کی طرف آج ہماری توجہ نہیں، وہ مرض یہ ہے کہ
 عورتوں کو زیورات کے ذریعے سے تکبر اور فخر و تفاخر کا اظہار ناجائز ہے اور آج کل عام طور پر
 عورتیں سونے کے زیورات ہی کا انتخاب کرتی ہیں، حالانکہ زیور تو چاندی کا بھی ہوتا ہے، اور
 عورتوں کو سونے کے زیور کی طرح چاندی کا زیور پہننا بھی جائز ہے، مگر وہ زیادہ تر بلکہ آج
 کل تقریباً پچانوے فیصد سونے ہی کا زیور استعمال کرتی ہیں۔

جس کی ایک اہم وجہ جو مشاہدہ میں ہے ریا کاری اور دکھلاوانیز فخر و تفاخر اور تکبر کا مرض ہے

۱۔ رقم الحدیث ۴۲۳۷، کتاب الخاتم، باب ما جاء في الذهب للنساء، واللفظ له،
 نسائی رقم الحدیث ۵۱۳۳۸، مسند احمد رقم الحدیث ۲۷۰۷۸، سنن دارمی رقم
 الحدیث ۲۶۸۷، المعجم الكبير للطبرانی رقم الحدیث ۶۲۲، سنن البيهقي رقم
 الحدیث ۷۵۵۴، مسند اسحاق بن راهويه رقم الحدیث ۲۳۸۵۔

قال الحسن بن أحمد الصنعاني: أخرجه أبو داود والنسائي بإسناد صحيح إلا ربعي عن امرأته وهي
 مجهولة، وقال المنذري: لحذيفة أخوات أدركن النبي - صلى الله عليه وسلم - (فتح الغفار الجامع
 لأحكام سنة نبينا المختار للحسن بن أحمد بن يوسف بن محمد بن أحمد الرُّبَاعِي الصنعاني، تحت
 رقم الحدیث ۸۶۶، ج ۱ ص ۲۷۸، كتاب اللباس)

اور یہ مرض ان کے لئے قیامت کے دن سخت اور دردناک عذاب کا باعث ہوگا۔ ۱
چنانچہ آج کل یہ بات عام دیکھنے میں آتی ہے کہ چاندی کے زیور کو کوئی پوچھتا ہی نہیں،
اگر کوئی عورت چاندی کا زیور پہنے اسے معاشرے میں حقیر سمجھا جاتا ہے اور سونے کا زیور پہننے
والی عورت کو معزز سمجھا جاتا ہے۔

سونے کی زیادہ طلب اور چاندی کی کم طلب کی وجہ سے آج سونے اور چاندی کی قیمتوں میں
اتنا فرق ہو گیا ہے کہ اگر سونے سے زکاة کا ساڑھے سات تولہ نصاب آج ہماری کرنسی کی
نسبت سے لاکھوں روپے میں بنتا ہے تو چاندی سے زکاة کا نصاب ہماری کرنسی کی نسبت سے
صرف بیس پچیس ہزار میں بن جاتا ہے، اور اس کی وجہ سے کئی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔

سونے کے زیورات کی دوڑ میں اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ کسی عورت کے نکاح
کا اس وقت تک تصور ہی نہیں کیا جاتا جب تک سونے کے زیورات کا خاطر خواہ انتظام نہ ہو،
حالانکہ نکاح کے لئے زیور کا مہیا ہونا نہ فرض ہے نہ واجب، اور نہ ہی سنت، البتہ نکاح بعض
حالات میں فرض، بعض حالات میں واجب اور بعض حالات میں سنت ہے، آج سونے کے
زیور کے استعمال کو خواتین نے فرض و واجب کا درجہ دے رکھا ہے، حالانکہ عورت کو زیور پہننا
جائز ہے اور جائز ہونے کی بھی کچھ شرائط ہیں، لیکن شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے بھی زیور نہ پہننے
کی یہ فضیلت ہے کہ جس عورت نے دنیا میں زیور نہ پہنا اسے آخرت میں بہت کچھ ملے
گا (ملاحظہ ہو ہشتی زیور، تیسرا حصہ ص ۶۲، لباس اور پردے کا بیان)

مگر عورتوں نے ایک تو جائز کو فرض و واجب بنا لیا، اور زیور نہ پہننے کی فضیلت کو بالکل نظر انداز
کر دیا، اور اوپر سے جائز ہونے کی جو شرائط تھیں ان کا بھی لحاظ نہ کیا، اور پے در پے شریعت

۱۔ فذل ذالک ان الوعد انماہی علی اظہار حلیۃ الذهب علی سبیل التفاخر لا علی نفس التحلی
بالذهب فلا اشکال، وما قبل ان الذهب والفضۃ فی ہذا سواء ففیہ ان التفاخر بالذهب اکثر وقوا
کما لا یخفی مع ان الذهب ابعد من الحاجة لان الحاجة تندفع بحلیۃ الفضة مع تسفیہا بالزعفران
وغیرہ (اعلاء السنن ج ۱ ص ۲۸۸، کتاب الحظر والاباحۃ، باب حرمة الذهب علی الرجال وحلۃ
للنساء)

کے احکام کی مخالفت پر اتر آئیں جس کی وجہ سے آخرت کے عذاب اور وبال کو اپنے سر پر مسلط کر لیا۔

یہ تو آج کل مسلمان خواتین کا حال ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں خواتین کا کیا حال تھا، اور ان کا دنیا کے مال و دولت اور زیورات کے ساتھ کس قسم کا تعلق تھا، آئیے اس کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَّظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يُهَوِّينَ إِلَى إِذَانِهِنَّ وَحُلُوقِهِنَّ يَدْفَعْنَ إِلَى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ إِلَى بَيْتِهِ (بخاری) ۱

ترجمہ: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواتین (کے مجمع) کی طرف تشریف لائے اور خواتین کو وعظ و نصیحت فرمائی اور انہیں صدقہ دینے کا حکم فرمایا (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے دیکھا کہ خواتین اپنے کانوں اور گلوں کے زیورات اتار اتار کر حضرت بلال (کے سامنے پھیلے ہوئے کپڑے) کی طرف پھینک رہی تھیں (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواتین کا یہ صدقہ دینا غریبوں کے لئے تھا۔ اس حدیث سے صحابیہ خواتین کے ایمان کی مضبوطی پر روشنی پڑتی ہے کہ جنت کے زیورات و انعامات کی طلب نے انہیں دنیا کے زیورات سے بے رغبت کر دیا تھا۔

۱۔ رقم الحدیث ۵۲۴۹، کتاب النکاح، باب والذین لم یبلغوا الحلم منکم، واللفظ لہ، مسند احمد رقم الحدیث ۲۵۳۳ و رقم الحدیث ۳۰۶۲۔

اور حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے روایت ہے کہ:

أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا وَفِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسْكَتَانِ غَلِظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهَا أَتُعْطِينَ زَكَاةَ هَذَا . قَالَتْ لَا . قَالَ أَيْسُرُكَ أَنْ يُسَوِّرَكَ اللَّهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ . قَالَ فَخَلَعْتُهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَقَالَتْ هُمَا لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُولِهِ (ابوداؤد) ۱

ترجمہ: ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی، جس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی تھی، اور اس بیٹی کے ہاتھ میں دو سونے کے بھاری کنگن تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا تم ان کی زکاۃ دیتی ہو؟ اس عورت نے کہا کہ نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم یہ پسند کرتی ہو کہ ان دو کنگنوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تم کو قیامت کے دن آگ کے دو کنگن پہنا دیں (یہ سن کر) اس عورت نے وہ دونوں کنگن (بچی کے ہاتھ سے) اتارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ڈال دیئے اور کہا کہ یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں (آپ جہاں چاہیں اللہ کے راستے میں خرچ فرمادیں) (ابوداؤد)

۱۔ رقم الحديث ۵۶۳، کتاب الزکاۃ، باب الكنز ما هو وزکاۃ الحلی .

قال بدرالدین العینی: قلت: قال ابن القطان فی کتابہ: إسناده صحيح، وقال الحافظ المنذرى: إسناده لا مقال فيه، فإن أبا داود رواه عن أبي كامل الجحدري وحמיד بن مسعدة وهما من الثقات احتج بهما مسلم، وخالد بن الحارث إمام فقيه احتج به البخاري ومسلم، وكذلك حسين بن ذكوان المعلم احتج به في (الصحيح) ووثقه ابن المديني وابن معين وأبو حاتم، وعمرو بن شعيب ممن قد علم وهذا إسناده تقوم به الحجة إن شاء الله تعالى (عمدة القارى، ج ۹ ص ۳۳، كتاب الزکاۃ، باب زکاۃ على الاقارب)

قلت فظهر أن قول الترمذی لا يصح فی هذا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیء غیر صحيح واللہ تعالیٰ أعلم (تحفة الاحوذی، ج ۳ ص ۲۳۰، باب ماجاء فی زکاۃ الحلی)
قلت: قد ثبت سماعه عن عبد الله، وهو الذى رباہ حتى قيل إن محمدا مات فی حياة أبيه عبد الله، وكفل شعيبا جده عبد الله كذا فی الميزان للذهبي (مرقاۃ المفاتیح، ج ۱ ص ۷۵، كتاب الايمان، باب الايمان بالقدر)

اور امام نسائی اور امام دارقطنی رحمہما اللہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنتُ لَهَا فِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسْكَتَانِ غَلِظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ اتَّوَذِينَ زَكَاةَ هَذَا قَالَتْ لَا قَالَ أَيْسُرُكَ أَنْ يُسَوِّرَكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ قَالَ فَخَلَعَتْهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ هُمَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (نسائی)۔

ترجمہ: اہل یمن کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی، جس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی تھی، اور اس بیٹی کے ہاتھ میں دو سونے کے بھاری کنگن تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا تم ان کی زکاۃ دیتی ہو؟ اس عورت نے کہا کہ نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم یہ پسند کرتی ہو کہ ان دو کنگنوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تم کو (قیامت کے دن) آگ کے دو کنگن پہنوادیں، یہ سن کر اس عورت نے وہ دونوں کنگن (بچی کے ہاتھ سے) اتارے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف ڈال دیئے اور کہا کہ یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں (آپ جہاں چاہیں اللہ کے راستے میں خرچ فرمادیں) (نسائی)

اور حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

دَخَلْتُ أَنَا وَخَالَتِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا أُسُورَةٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَنَا أَتُعْطِيَانِ زَكَاةَهُ قَالَتْ فَقُلْنَا لَا قَالَ أَمَا تَخَافَانِ أَنْ

۱۔ رقم الحدیث ۲۴۴۹، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الحلی، واللفظ له، سنن الدارقطنی رقم الحدیث ۱۹۸۲۔

ہکذا رواه حسين المعلم، ورواه الحجاج بن أرطاة (معرفة السنن والآثار للبيهقي رقم الحديث ۲۵۰۳ و ۲۵۰۴)

وللحديث إسناده صحيح إلى عمرو بن شعيب، قد احتج به أبو محمد (بيان الوهم والإيهام في كتاب الأحكام، ج ۵ ص ۳۶۶، تحت رقم ۲۵۳۹)

يُسَوِّرُكُمْ اللَّهُ أُسُورَةً مِنْ نَارِ أَدْيَا زَكَاةَ (مسند احمد رقم الحديث ۲۷۱۳) ۱۔
ترجمہ: میں اور میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، اور میری خالہ کے پاس سونے کے ٹنگن تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس کی زکاۃ دیتی ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس بات سے نہیں ڈرتیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے ٹنگن پہنائیں، ان کی زکاۃ ادا کیا کرو (مسند احمد)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے؛ وہ فرماتی ہیں کہ:

دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى فِي يَدَيَّ فَتَخَاتٍ مِنْ وَرَقٍ فَقَالَ مَا هَذَا يَا عَائِشَةُ فَقُلْتُ صَنَعْتُهُنَّ أَتَزَيْنُ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَتُؤَدِّينَ زَكَاةَهُنَّ قُلْتُ لَا أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ قَالَ هُوَ حَسْبُكَ مِنَ النَّارِ (ابوداؤد، رقم الحديث ۱۵۶۵، كتاب الزكاة، باب الكنز ما هو وزكاة الحلی)
ترجمہ: ترجمہ: میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے؛ تو انہوں نے میرے ہاتھ میں میں چاندی کی بڑی بڑی انگوٹھیاں دیکھیں، تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے یہ آپ کی خاطر زینت حاصل کرنے کے لئے بنوائی ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ ان کی زکاۃ دیتی ہو؟ میں نے کہا کہ نہیں، یا اسی سے ملتا جلتا جو اللہ کو منظور تھا؛ وہ جواب دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آپ کو آگ کے عذاب کے لئے کافی ہے (ابوداؤد)

۱۔ قال الہیثمی:

رواہ أحمد، وإسناده حسن (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۶، كتاب الزكاة، باب زكاة الحلی)

لا شک فی أنه یصلح للاستشهاد (تحفة الاحوذی، ج ۳ ص ۲۲، باب ماجاء زكاة الحلی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے استعمالی زیور میں بھی زکاۃ واجب ہے، اور چاندی سے بنے ہوئے زیور کو بھی چاندی کا حکم حاصل ہے، جیسا کہ اس حدیث میں ذکر ہے۔ ۱
اگر شبہ کیا جائے کہ ان انگوٹھیوں کی مقدار تو نصاب کی مقدار سے کم ہوگی، پھر زکاۃ کا حکم کیسے فرمایا گیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ دوسرے زیور یا سونے چاندی کے ساتھ ملا کر نصاب کی مقدار بننے کی وجہ سے یہ حکم فرمایا ہو۔ ۲
حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللَّهُ عَلَيْكَ (بخاری) ۳

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ کے راستہ میں) خرچ کرتی رہو اور (مال کو) گن گن کر (اور شمار کر کر کے) مت رکھنا، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر (اور شمار کر کر کے) دیں گے (یعنی خوب زیادہ نہیں دیں گے) اور مال کو بند کر کے (اور روک کر) مت رکھنا، ورنہ اللہ تعالیٰ (بھی اپنی بخشش کو) تمہارے سے بند کر دیں گے (اور روک دیں گے) (بخاری)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ بھی فرمایا کہ:

۱۔ فانظّم هذا الخبر معنيين أحدهما وجوب زكاة الحلي والآخر أن المصوغ يسمى ورقا لأنها قالت فتمت من ورق فاقضى ظاهر، قوله في الرقة ربع العشر، إيجاب الزكاة في الحلي لأن الرقة والورق واحد (أحكام القرآن للجصاص، ج ۳ ص ۳۰۳، سورة البراءة)

۲۔ حدثنا صفوان بن صالح، حدثنا الوليد بن مسلم، حدثنا سفيان، عن عمر بن يعلى، فذكر الحديث نحو حديث الخاتم، قيل لسفيان كيف تركه، قال: تضمنه إلى غيره (ابوداؤد، رقم الحديث ۱۵۶۶، كتاب الزكاة، باب الكنز ما هو وزكاة الحلي)

۳۔ رقم الحديث ۲۵۹۱، كتاب الهبة، باب هبة المرأة لغير زوجها وعقها إذا كان لها زوج فهو جائز، واللفظ له، مسلم رقم الحديث ۱۰۲۹، ۸۸

أَرْصَحِي مَا اسْتَطَعْتُ (بخاری) ۱

ترجمہ: جو کچھ ہو سکے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتی رہو (بخاری)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی تھیں، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عمر میں تقریباً دس سال بڑی تھیں، انہوں نے مکہ میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا، بعض تاریخ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں میں اٹھارہویں نمبر پر اسلام لائیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل معلوم کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً حاضر ہوا کرتی تھیں، مذکورہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے اور غریبوں کی ضرورت میں مدد کرنے کی طرف توجہ دلائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چار جامع نصیحتیں فرمائیں۔

(۱)..... پہلی نصیحت: یہ فرمائی کہ ”أَنْفِقِي“ یعنی اللہ کے راستہ میں خرچ کرتی رہا کرو، مطلب یہ ہے کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کا عمل جاری رکھا کرو، یہ نہیں کہ ایک مرتبہ خرچ کرنے کے بعد بالکل بے توجہی اور لا پرواہی اختیار کر لی اور سمجھ لیا کہ اب تو خرچ کر دیا، اس کے بعد خرچ کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۲)..... دوسری نصیحت: یہ فرمائی کہ ”وَلَا تُخْصِي“ یعنی گن گن کر نہ رکھنا،

اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ صرف جمع کرنے اور مال سمیٹنے اور اکٹھا کرنے کی دھن میں نہ لگی رہو، کہ روزمرہ مال کو بڑھانے کی ہی فکر سوار رہے کہ آج اتنا ہو گیا اور آج اتنا ہو گیا، جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ غریبوں کو نہیں دیتے بلکہ اپنی ضرورتیں پوری کرنے میں بھی خرچ نہیں کرتے، بس ہر وقت مال بڑھانے کے متلاشی رہتے ہیں۔

ایسے لوگوں کو حدیث شریف میں عبد اللہ بنار (یعنی دینار کا بندہ) اور عبد اللہ رہم (یعنی درہم

۱۔ رقم الحدیث ۴۳۴، کتاب الزکاة، باب الصدقة فيما استطاع.

کا بندہ) بتلایا گیا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بندہ کی برائی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

تَعَسَّ عَبْدُ الدِّينَارِ وَالدَّرْهَمِ وَالْقَطِيفَةِ وَالْخَمِصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ
وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ (بخاری) ۱

ترجمہ: بے مراد اور نا کام ہو دینار اور درہم (یعنی روپیہ، پیسہ) کا بندہ اور جھاردار

اور چورس چادر کا بندہ، جس کا حال یہ ہے کہ اگر اسے مل جائے تو راضی ہو جائے

اور نہ ملے تو خفا ہو جائے (بخاری)

ملاحظہ فرمائیں! مال و دولت اور روپیہ پیسہ اور کپڑے و لباس کے بندہ یعنی حریص پر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی خفگی اور ناراضگی ظاہر فرمائی، یہاں تک کہ اس کے حق میں بددعا تک

فرمادی۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔ ۲

دوسرا مطلب ”وَلَا تُخْصِصِي“ (یعنی گن گن کر نہ رکھنا) کا یہ ہے کہ ضرورت مند

اور غریب کو دیتے وقت اس لئے شمار نہ کرنا کہ کہیں زیادہ تو نہیں جا رہا، مثلاً ضرورت مند کو کچھ

۱۔ رقم الحدیث ۶۳۳۵، کتاب الرقاق، باب ما يتقى من فتنة المال، واللفظ له، سنن ابن ماجه رقم
الحدیث ۴۱۳۵۔

۲۔ (تعس) بکسر العين المهملة، ويجوز الفتح: أى خسر لوجهه، والمراد هنا هلك. قال ابن
الأثير: التعس الشر، وقيل العبد (عبد الدينار والدرهم والقטיפه) بالقاف والطاء المهملة
والتحتية والفاء بوزن صحيفة هي الثوب الذي له خمل (والخميصة) بالخاء المعجمة وبالميم
والصاد المهملة بالوزن المذكور هي كساء مربع: أى عبد كل مما ذكر وقد جاء التصريح
بالمضاف مع كل في رواية للبخاري بلفظ تعس عبد الدينار وعبد الدرهم وعبد القטיפه وعبد
الخميصة رواه كذلك في كتاب الجهاد: أى طالب ما ذكر الحريص على جمعه القائم على حفظه
فكانه لذلك خادمه وعبد، قال: خص العبد بالذكر ليؤذن بانغماسه في محبة الدنيا كالأسير الذي
لا يجد ملخصاً، ولم يقل مالك ولا جامع الدنيا لأن المذموم من الملك والجمع الزيادة على
الحاجة. وقال غيره: جعله عبداً لها لشغفه وحرصه فمن كان عبداً لهواه لم يصدق في حقه إياك
نعبد وإياك نستعين فلا يكون من اتصف بذلك صديقاً قاله في الفتح (إن أعطى) بالبناء للمفعول
مما ذكر (رضى وإن لم يعط لم يرض) هذان الشرطان وجوابهما مسوقان لبيان سبب شدة حرصه
على ذلك (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج ۳ ص ۳۹۶، ۳۹۷، باب فضل الزهد في
الدنيا)

دیتے وقت دل تنگ ہو رہا ہے اور اس میں کمی کر رہا ہے۔

بہر حال دونوں میں سے جو مطلب بھی لیا جائے، مراد یہ ہے کہ مال و دولت کی بے جا محبت دل میں نہ ہونی چاہئے، اور جہاں خرچ کرنے کا موقعہ اور شریعت کی طرف سے حکم ہو اور اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے کے لئے دیا بھی ہو تو خرچ کرنا چاہئے اور بخل و کنجوسی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

فِيْ حُصِيٍّ اَللّٰهُ عَلَيْكَ ”یعنی اگر تم مال و دولت اور روپیہ پیسہ کو گن گن کر اور جمع کر کر کے رکھو گی اور ضرورت مند کو دیتے وقت بخل اور کنجوسی کا مظاہرہ کرو گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی انداز میں گن گن کر ملے گا، جس میں برکت نہیں ہو گی، ایسی صورت میں بہت زیادہ مال و دولت ہونے کے باوجود بھی اپنی ضرورت کے لئے کافی نہ ہو گا۔

بعض اہل علم حضرات نے فرمایا ہے کہ ”فِيْ حُصِيٍّ اَللّٰهُ عَلَيْكَ“ (اللہ تعالیٰ تمہیں گن گن کر دیں گے) کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم غریبوں پر خرچ کرتے وقت یہ خیال کرو گی کہ کہیں زیادہ تو نہیں چلا گیا تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ بھی اپنے دیئے ہوئے مال کا قیامت کے دن حساب لیتے وقت سختی فرمائیں گے اور چھان بین کے ساتھ حساب لیں گے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ:

وَ اَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ (سورۃ القصص، رقم الآیہ ۷۷)

ترجمہ: مخلوق کے ساتھ احسان کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا (سورہ قصص)

(۳)..... تیسری نصیحت: یہ فرمائی کہ ”وَلَا تُؤْعَىٰ فَيُؤْعَىٰ اَللّٰهُ عَلَيْكَ“ یعنی مال کو بند کر کے نہ رکھنا ورنہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے غیب کے خزانہ سے تمہیں

عطا نہیں فرمائیں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق پر خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے یہاں سے بہت ملتا ہے اور رزق میں وسعت ہوتی ہے اور اگر رزق تھوڑا ہو تو اس میں بہت برکت ہوتی ہے۔^۱ جن خواتین و حضرات کو مال جمع کر کے رکھنے کا شوق ہوتا ہے وہ اپنی ضروریات بھی دباتے رہتے ہیں، بیوی بچوں پر خرچ کرنے میں کمی کرتے ہیں، جس سے ان کے حقوق تلف اور ضائع ہوتے ہیں، پھر دوسرے ضرورت مندوں کو دینے کا سوال کہاں ہوگا؟ پس بعض خواتین و حضرات مال کے فرائض بھی ادا نہیں کرتے، مثلاً زکاۃ، صدقہ فطر، قربانی اور بندوں کے واجب حقوق کی ادائیگی کی طرف بھی دھیان نہیں دیتے جس کی سزا آخرت میں بہت بڑی ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

۱۔ (أنفق) أى تصدقى یا أسماء بنت أبى بكر الصديق (ولا تحصى) لا تبقى شيئا للإدخار أو لا تعدى ما أنفقته فتستكثره فيكون سببا لانقطاع إنفاقك (فيحصى الله عليك) أى يقلل رزقك بقطع البركة أو بحبس مادته أو بالمحاسبة عليه فى الآخرة وهو بالنصب جواب النهى والإحصاء مجاز عن التضييق لأن العد ملزومه أو من الحصر الذى هو المنع (ولا نوعى) بعين مهملة أى لا تحفظى فضل مالك فى الوعاء وهو الظرف أو لا تجمعى شيئا فى الوعاء وتدخره بخلا به (فيوعى الله عليك) أى يمنع عنك مزيد نعمته عبر عن منع الله بالإيعاء ليشاكل قوله لا نوعى فإسناد الإيعاء إليه تعالى للمشكلة والإحصاء معرفة قدر الشئ أو عدا أو كيلا وكثيرا ما يراد بالإنفاق فى كلام الشارع الأعم من الزكاة والصدقة فيشمل جميع وجوه الإنفاق من المعارف والحفظ التى تكسب المعالى وتنجى من المهالك (فيض القدير للمناوى تحت حديث رقم ۲۷۷۷) (وعن أسماء) بنت الصديق الأكبر (قالت: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: أنفقى) أى: فى مرضاة الله - تعالى - (ولا تحصى) أى لا تبقى شيئا للإدخار، فإن من أبقى شيئا أحصاه، وقيل: معناه ولا تعدى ما أنفقته فتستكثره فيكون ذلك سببا لانقطاع إنفاقك وهو معنى قوله (فيحصى الله عليك) بالنصب جوابا للنفى أى: فيقلل الرزق عليك بقطع البركة ويجعله كالشيء المعدود، أو فيحاسبك عليه فى الآخرة، قال الطيبي: وأصل الإحصاء الإحاطة بالشيء حصره وعددا، والمراد هنا عد الشيء للقيمة والإدخار للاعتداد وترك الإنفاق منه فى سبيل الله اهـ. فقولہ فی "فيحصى الله عليك" من باب المشاكلة أو على طريق التجريد (ولا نوعى فيوعى الله عليك) الإيعاء حفظ الشيء فى الوعاء أى: لا تمنع فضل المال عن الفقير فيمنع الله عنك فضله ويسد عليك باب المزيد (مرقاة المفاتيح، ج ۳ ص ۱۳۱، كتاب الزكاة، باب الإنفاق وكرهية الإمساك)

كَلَّا إِنَّهَا لَأُظْلَىٰ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ تَذْعُوْا مَنۢ أَذْبَرَ وَتَوَلَّىٰ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ

(سورة المعارج، رقم الآية ۵ تا ۱۸)

ترجمہ: وہ آگ ایسی لپٹوں والی ہے جو کھال اتار دے گی، وہ اس شخص کو بلا دے گی جس نے پیٹھ پھیری ہوگی اور بے رخی کی ہوگی اور جمع کیا ہوگا پھر اس کو اٹھا اٹھا کر رکھا ہوگا (سورہ معارج)

(۴)..... چوتھی نصیحت: یہ فرمائی کہ ”إَرْضَحِي مَا اسْتَطَعْتِ“، یعنی جو کچھ ہو سکے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتی رہو۔

”جو کچھ ہو سکے“ بہت عام ہے اور ہر امیر غریب اس پر عمل کر سکتا ہے درحقیقت اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے کا تعلق آخرت کی محبت سے ہے، مال داری سے نہیں ہے، غریب بھی خرچ کر سکتا ہے مگر اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے گا، اور امیر بھی خرچ کر سکتا ہے وہ اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے گا، دنیاوی ضرورتوں میں بھی تو امیر و غریب سب ہی خرچ کرتے ہیں، آخرت کی فکر ہو تو اس میں بھی امیر غریب سب ہی خرچ کریں۔ ۱

مگر خواتین کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ شوہر کے مال میں سے ان کو شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کرنا چاہئے۔

البتہ اگر اپنا مال ہو تو خرچ کرنے کے لئے شوہر سے اجازت لینا ضروری نہیں۔

۱۔ (ارضحی) بفتح الضاد الرضخ: العطية القليلة أى: أعطى (ما استطعت) أى: ما قدرت عليه وإن كان قليلا وأنفقى شيئا وإن كان يسيرا ولا تجعليه حقيرا، فإنه ربما يكون عند الله كثيرا وفى ميزان القبول كبيرا، قال - تعالى (فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره) قال - عز وجل - (وإن كان مثقال حبة من خردل أتينا بها وكفى بنا حاسبين) وقال - جل عظمته - (وإن تك حسنة يضاعفها ويؤت من لدنه أجرا عظيما) وقال ابن الملك: وإنما أمرها - صلى الله عليه وسلم - بالرضخ لما عرف من حالها أنها لا تقدر تتصرف فى مالها ولا فى مال زوجها بغير إذنه إلا فى الشيء اليسير الذى جرت العادة فيه بالتسامح من قبل الزوج كالكسرة والتمرة، وبالطعام الذى يفضل فى البيت ولا يصلح للدخار لتسارع الفساد إليه (مراقبة المفاتيح، ج ۳ ص ۱۹، كتاب الزكاة، باب الإنفاق وكرهية الإمساك)

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

”میں نے دیکھا ہے کہ عورتیں چندہ کے بارے میں بہت سخی ہوتی ہیں، جہاں انہوں نے صدقہ کے فضائل کسی وعظ میں سُنے اور زیور کا لٹا شروع کیا۔

یاد رکھو! جو زیور خاص تمہاری ملک ہو اس میں سے دینے کا تو مضائقہ (حرج) نہیں مگر جو زیور شوہر نے محض (صرف) پہننے کے لئے دیا ہو، اس کو چندہ میں دینا خاوند کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔

یہ تفصیل اس صورت میں ہے جبکہ خاوند (شوہر) کا مال دیا جائے۔

اور اگر خاص عورت ہی کا مال ہو تو اس میں خاوند کی اجازت کی ضرورت نہیں مگر اس سے مشورہ کر لینا چاہئے (تاکہ بعد میں کوئی اختلاف و نزاع اور بد مزگی پیدا نہ ہو) البتہ اگر کوئی ایسی معمولی چیز ہو جس میں غالب احتمال (یعنی غالب گمان) اجازت کا ہو تو خیر کوئی حرج نہیں“ (اصلاح خواتین ص ۱۳۸ بحوالہ وعظ اسباب الغفلۃ ص ۳۸۷)

خواتین کی زکاة کے بارے میں غفلت

زکاة ادا نہ کرنے پر بے شمار وعیدیں ہیں، اور زکاة ادا نہ کرنے سے آخرت کا تو عذاب ہوتا ہی ہے، دنیا میں بھی طرح طرح کے عذابوں کا سامنا ہوتا ہے۔

مگر آج کل اکثر زیور کی زکاة نہ خواتین ادا کرتی ہیں اور نہ مرد، مرد سمجھتا یا کہہ دیتا ہے کہ زیور عورت کا ہے اور عورت سمجھتی یا کہہ دیتی ہے کہ زیور مرد کا ہے، اور دونوں ہی زکاة کے فریضہ سے اس طرح کا حیلہ کر کے جان چرا لیتے ہیں، مگر اس بہانہ سے اللہ تعالیٰ کے یہاں سے بچت نہیں ہو سکتی، زیور جس کی ملکیت ہے اسی کے ذمہ زکاة بھی لازم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں میں مال کی محبت ہونے اور اپنے زیوروں کی زکاة نہ دینے کی نشاندہی فرمائی ہے، لہذا عورتوں کو چاہئے کہ وہ مال اور خاص طور پر زیور کی بے

جامحت دل میں نہ رکھا کریں، اور زکاۃ و صدقات کا اہتمام کیا کریں۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”زکاۃ میں بھی عورتیں بہت سُستی کرتی ہیں کہ اپنے زیوروں، لچکوں کی زکاۃ نہیں دیتیں۔ یاد رکھو! جتنا زیور عورت کو جہیز میں ملتا ہے وہ اس کی ملک ہے، اس کی زکاۃ دینا اس پر واجب ہے، اور جو زیور شوہر کے گھر سے ملتا ہے اگر وہ اس نے ان کی ملک کر دیا ہے تو اس کی زکاۃ بھی ان پر واجب ہے اور اگر ملک نہیں کیا محض پہننے کے واسطے دیا ہے تو اس کی زکاۃ مردوں کے ذمہ واجب ہے۔

ہر سال اپنے زیور کا حساب کر کے جتنی زکاۃ اپنے ذمہ ہو فوراً ادا کر دینی چاہئے، اس میں سُستی کرنے سے گناہ ہوتا ہے“ (خطبات حکیم الامت ج ۲۰ بعنوان حقوق الزوجین

ص ۱۰۷ وعظ الکمال فی الدین)

بعض خواتین سمجھتی ہیں کہ سونا، چاندی اگر استعالیٰ ہو تو اس پر زکاۃ لازم نہیں خواہ کتنا زیادہ ہو اور اگر استعالیٰ نہ ہو تو لازم ہے یہ سراسر غلط فہمی ہے۔

خواتین میں ایک یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ جب تک ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی نہ ہو تو کسی حال میں زکاۃ واجب نہیں، حالانکہ وزن کا اعتبار اس صورت میں ہے کہ جب کسی کی ملکیت میں صرف سونا یا صرف چاندی ہو، تجارت کا سامان ذرا سا بھی نہ ہو، نقدی ایک پیسہ بھی نہ ہو (اور آج کل کچھ نہ کچھ نقدی ہوتی ہی ہے) اور اگر کسی مرد یا عورت کی ملکیت میں دو یا زیادہ طرح کی چیزیں ہوں تو ہر ایک کا علیحدہ نصاب پورا ہونا ضروری نہیں، بلکہ اس صورت میں جبکہ چاندی کی مالیت (ویلیو) سونے سے کم ہے، مذکورہ دو یا زیادہ طرح کی سب چیزوں کی مالیت (ویلیو) ملا کر دیکھی جائے گی، اگر سب کی مالیت ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو جائے تو زکاۃ واجب ہے، چنانچہ خواتین کے پاس کئی کئی تولے سونا ہوتا ہے، کچھ نہ کچھ نقدی بھی ضرور ہوتی ہے مگر وہ

زکاۃ ادا نہیں کرتیں، اس کی اصلاح بہت ضروری ہے۔

خواتین کی قربانی کرنے میں غفلت

زکاۃ کی طرح بعض خواتین پر قربانی بھی واجب ہوتی ہے اس کے باوجود وہ اپنی قربانی نہیں کرتیں، یا تو وہ یہ سمجھتی ہیں کہ قربانی عورتوں پر واجب ہی نہیں ہوتی، بلکہ صرف مردوں پر واجب ہوتی ہے، یا پھر یہ سمجھتی ہیں کہ ہماری زکاۃ یا قربانی ہمارے شوہروں کے ذمہ لازم ہے اور اگر ان کے شوہر ادا نہ کریں تو وہ خود بھی ادا نہیں کرتیں جبکہ عورت خود صاحبِ نصاب ہو تو اس پر اپنی طرف سے قربانی واجب ہے، اسی طرح شرعاً عورت کے مال اور زیورات وغیرہ کی زکاۃ یا قربانی ان کے شوہروں پر لازم نہیں بلکہ ان پر خود اپنے مال سے لازم ہے۔ خواہ اس کے لئے زیور وغیرہ کیوں نہ پہننا پڑے۔ البتہ اگر کسی عورت کا شوہر اپنی رقم سے اس کی طرف سے زکاۃ یا قربانی ادا کر دے تو جائز ہے (جبکہ بیوی کی طرف سے صراحۃً یا دلالتاً اجازت ہو)

خواتین کی صدقہ فطر ادا کرنے میں غفلت

عاقلاً، بالغ اور صاحبِ نصاب عورت پر عید کے دن اپنا صدقہ فطر بھی ادا کرنا واجب ہے، مگر بہت سی خواتین اس میں بھی غفلت کرتی ہیں اور صدقہ فطر ادا نہیں کرتیں۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو جہنم سے بچنے کے لیے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ فرض و واجب سے آگے بڑھ کر نفلی صدقات بھی دیا کریں، اور اگر واجب صدقہ بھی ادا نہیں کیا تو جہنم سے کیسے بچ سکیں گی؟

زکاۃ و صدقات کے مصرف سے متعلق اہم ہدایت

بہت سی خواتین زکاۃ و صدقات کا تو اہتمام کرتی ہیں، لیکن مصرف اور مستحق کا انتخاب درست نہیں کرتیں اور بے محل و بے جا خرچ کرتی ہیں، اور ہر پیشہ ور اور مانگنے والے کو مستحق سمجھ بیٹھتی

ہیں، حالانکہ زکاۃ و صدقات صحیح مستحق اور اصل غریبوں کا حق ہے، پیشہ ور لوگوں کا نہیں، اور اس میں بھی مناسب ہے کہ دیندار لوگوں کا انتخاب کیا جائے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ زکاۃ و صدقات کا ایک اہم مقصد مال کی محبت کم کرنا اور غریبوں و ناداروں کا تعاون کرنا ہے، پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ زکاۃ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اگر اس میں کوئی اور کارِ خیر بھی شامل ہو جائے تو اس کا ثواب دو بالا ہو جاتا ہے۔

مثلاً اگر اپنے غریب و مستحق رشتہ داروں کو زکاۃ دی جائے تو اس میں دوا ثواب ہے، ایک تو خود زکاۃ ادا کرنے کا جو صحیح مصرف میں ادا کرنے سے بہر حال ملتا ہی ہے، اور دوسرا ثواب رشتہ داروں کے ساتھ احسان و صلہ رحمی کرنے کا، اسی وجہ سے غریب و مستحق رشتہ دار کو زکاۃ دینا دوا ثواب قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح اگر زکاۃ کسی ایسے صحیح مصرف میں لگائی جائے کہ اس میں کوئی اور دینی فائدہ اور اس سے بڑھ کر صدقہ جاریہ ہونے کا پہلو بھی شامل ہو جائے تو وہ بھی ثواب کو دو چند کرنے کا باعث ہوگا، اور اسی وجہ سے دینی مدارس کے غریب و مستحق طلبہ پر اپنی زکاۃ کو خرچ کرنا دوا ثواب کا باعث ہے، چنانچہ یہاں بھی ایک ثواب تو خود زکاۃ کی ادائیگی کا ہے، اور دوسرا ثواب نیک لوگوں پر خرچ کرنے کا ہے، جو اللہ کے راستہ میں اللہ اور اس کے رسول کے احکامات اور دین کی تعلیم کے حصول کے لئے نکلے ہوتے ہیں، ظاہر ہے کہ زکاۃ کی جو رقم نیک ہستیوں اور اس سے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول کے مہمانوں پر اور دین کی تعلیم حاصل کرنے اور پھیلانے کے لئے خرچ ہوگی اس کا ثواب اور اجر بہت بڑھ جائے گا۔

پھر اس میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ دین کی تعلیم حاصل کر کے طالب علم جو دین کی خدمت کریں گے اور جہاں جہاں بھی ان کی تبلیغ اور دینی جدوجہد کا فیض واسطہ درواسطہ پہنچے گا، اس ثواب میں زکاۃ دینے والوں کو بھی اجر حاصل ہوگا، اور یہ ظاہر ہے کہ دینی تعلیم کا سلسلہ واسطہ درواسطہ اور نسل در نسل ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا ہے، اور شروع اسلام سے اس کا سلسلہ جاری ہے،

اور قرب قیامت تک جاری رہے گا، جس مرحلے میں بھی اشاعتِ دین کے اس جاری و ساری سلسلے میں کوئی شامل و شریک ہوگا آئندہ زمانہ میں تا قرب قیامت وہ اس صدقہ جاریہ میں انوسٹر اور حصہ دار بن جائے گا۔

(۲)..... دوسرا عمل: استغفار کا اہتمام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو دوسرا حکم یہ ارشاد فرمایا کہ وہ کثرت سے استغفار کیا کریں، اور استغفار کے معنی اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنے کے آتے ہیں۔ اہل علم حضرات نے استغفار کو توبہ سے عام قرار دیا ہے، اور استغفار اور توبہ میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ توبہ صرف اپنی ذات ہی کے لئے ہوتی ہے، جبکہ استغفار اپنے لئے اور اپنے علاوہ دوسرے کے لئے بھی ہوتا ہے، نیز توبہ میں گزشتہ زمانہ پر (جس میں وہ گناہ سرزد ہوا) ندامت و شرمندگی ہوتی ہے، اور آئندہ زمانہ میں اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہوتا ہے، جبکہ استغفار میں صرف ماضی کے گناہ پر مغفرت طلب کی جاتی ہے، اور اس کے لئے آئندہ زمانہ میں اس گناہ کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہونا ضروری نہیں۔ ۱۔ پھر استغفار یعنی مغفرت طلب کرنا کبھی تو صرف زبان سے ہوتا ہے، اور کبھی صرف دل سے ہوتا ہے، اور کبھی زبان اور دل دونوں سے ہوتا ہے۔

۱۔ باب الاستغفار أى طلب المغفرة (مراقبة المفاتيح، ج ۳ ص ۱۶۰۹، کتاب اسماء اللہ تعالیٰ، باب الاستغفار)

واعلم أنه قد نبه الشيخ شمس الدين الجزرى على الفرق بين التوبة والاستغفار، بأن التوبة لا تكون إلا لنفسه، بخلاف الاستغفار، فإنه يكون لنفسه ولغيره. وبأن التوبة: هى الندم على ما فرط منه فى الماضى، والعزم على الامتناع عنه فى المستقبل. والاستغفار: طلب الغفران لما صدر منه، ولا يجب فيه العزم فى المستقبل (فيض البارى شرح البخارى، كتاب الدعوات، باب التوبة) وليعلم أن بين التوبة والاستغفار فرقا فإن التوبة هو ترك الإثم والعزم على الترك مع الدائمة على ما فعل، وليس ذلك فى الاستغفار وعلى هذا يمكن الاستغفار للغير بخلاف التوبة (العرف الشاذى للكشميرى، ج ۱ ص ۳۸۴، باب ما جاء فى الصلاة عند التوبة)

یہ تمام صورتیں ثواب کا باعث اور مفید ہیں، البتہ تیسری صورت (یعنی زبان اور دل دونوں سے استغفار کرنا) سب سے زیادہ مفید ہے (کیونکہ اس میں دل اور زبان دونوں مغفرت طلب کرنے میں مشغول ہوتے ہیں)

اور اس کے بعد دوسری صورت (یعنی دل سے استغفار کرنے) کا درجہ ہے (کیونکہ اس میں دل مغفرت طلب کرنے میں مشغول ہوتا ہے، اور اصل مرکز دل ہی ہے)

اور اس کے بعد پہلی صورت (یعنی صرف زبان سے استغفار کرنے) کا درجہ ہے (کیونکہ اس میں زبان کا عمل پایا جاتا ہے، نیز یہ ذکر کی عادت کا باعث ہے) ۱۔

گزشتہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ فی نفسہ توبہ اور استغفار دو الگ الگ عمل ہیں۔

البتہ اگر استغفار اس طرح کیا جائے کہ اپنے گناہ پر ملامت ہونے کے ساتھ ساتھ آئندہ اس گناہ کو چھوڑنے کا بھی پختہ ارادہ ہو، تو پھر یہ استغفار توبہ کو بھی شامل ہوگا، اور اسی حیثیت سے بعض اوقات استغفار کا توبہ پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔

اور اسی وجہ سے اگر استغفار میں توبہ کی حقیقت شامل نہ ہو، تو اس پر گناہ کی معافی کا مرتب ہونا ضروری نہیں، البتہ امکان ہے۔

۱۔ وقال السبکی الكبير: الاستغفار طلب المغفرة باللسان أو بالقلب أو بهما. الأول فيه نفع لأنه خير من السكوت، ولأنه يعتاد فعل الخير، والثاني نافع جداً، والثالث أبلغ منه، لكنهما لا يمحضان الذنب حتى توجد التوبة، فإن العاصي المصر يطلب المغفرة ولا يستلزم ذلك وجود التوبة منه. قلت: قوله لا يمحضان الذنب حتى توجد التوبة، مراده أنه لا يمحضانه قطعاً وجزماً، لا أنه لا يمحضانه أصلاً، لأن الاستغفار دعاء، وقد يستجيب الله دعاء عبده فيمحض ذنبه، ولأن التمحيص قد يكون بفضل الله - تعالى - أو بطاعة من العبد، أو ببليّة فيه، ثم قال: والذي ذكرته من أن معنى الاستغفار غير معنى التوبة هو بحسب وضع اللفظ، لكنه غلب عند كثير من الناس أن لفظ استغفر الله معناه التوبة، فمن كان ذلك معتقده فهو يريد التوبة لا محالة، ثم قال: وذكر بعض العلماء أن التوبة لا تتم إلا بالاستغفار لقوله تعالى: (وأن استغفروا ربكم ثم توبوا إليه) والمشهور أنه لا يشترط. اهـ (مرقاة المفاتيح، ج ۳ ص ۱۶۱۸، كتاب اسماء الله تعالى، باب الاستغفار)

تاہم ایسی صورت میں استغفار کا اجر و ثواب ضرور حاصل ہوگا۔ ۱
اور اس میں شبہ نہیں کہ اگر استغفار دل اور زبان کے ساتھ اس طرح کیا جائے، کہ اس میں توبہ کی حقیقت بھی شامل ہو، یعنی فی الحال اس گناہ کو چھوڑ کر گزشتہ کئے پر ندامت اور شرمندگی ہو، اور آئندہ اس گناہ کو چھوڑنے کا پختہ ارادہ ہو، تو یہ زیادہ مفید اور نوز علیٰ نور ہے۔ ۲
صدقہ کی طرح استغفار بھی جہنم سے عذاب کا ذریعہ ہے، اور استغفار کے لیے ”اَسْتَغْفِرُ اللہَ اَسْتَغْفِرُ اللہَ“ پڑھنا بھی کافی ہے، اس کے علاوہ استغفار کے مختلف الفاظ احادیث میں آئے ہیں، وہ بھی پڑھے جاسکتے ہیں۔
ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ تُسْرَهُ صَحِيفَتُهُ فَلْيُكْثِرْ فِيهَا مِنَ اِلسْتِغْفَارِ (المعجم الاوسط)

۱۔ قال فی الحلیات: الاستغفار طلب المغفرة إما باللسان أو بالقلب أو بهما فالأول فيه نفع لأنه خير من السكوت ولأنه يعتاد قول الخير والثاني نافع جدا والثالث أبلغ منه لكن لا يمحسان الذنوب حتى توجد التوبة فإن العاصي المصر يطلب المغفرة ولا يستلزم ذلك وجود التوبة منه قال: وما ذكر من أن معنى الاستغفار غير معنى التوبة هو بحسب وضع اللفظ لكنه غلب عند الناس أن لفظ استغفر الله معناه التوبة فمن اعتقده فهو يريد التوبة لا محالة وذكر بعضهم أن التوبة لا تتم إلا بالاستغفار الآية (استغفروا ربكم ثم توبوا إليه) والمشهور عدم الاشتراط انتهى (فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ۸۳۲۲)

(باب الاستغفار) أى: طلب المغفرة، وهو قد يتضمن التوبة وقد لا يتضمن (مرقاۃ المفاتیح، ج ۳ ص ۱۶۰۹، کتاب اسماء اللہ تعالیٰ، باب الاستغفار)
ثم اعلم أن التوبة إذا وجدت بشروطها المعتبرة، فلا شك في قبولها وترتب المغفرة عليها لقوله تعالى: (وهو الذي يقبل التوبة عن عباده) ولا يجوز الخلف في إخباره وعده ووعيده، وأما "الاستغفار" على وجه "الافتقار" "والانكسار" بدون تحقق التوبة، فقد يكون ماحيا للذنوب، وقد لا يكون ماحيا، لكن يترتب عليه الثواب البتة، وهو داخل تحت المشيئة (مرقاۃ المفاتیح، ج ۳ ص ۱۶۳، کتاب اسماء اللہ تعالیٰ، باب الاستغفار)
۲۔ وفي جمعه بين الاستغفار والتوبة احتياط، لأن الاستغفار محتمل لكل من لمعنيين، ويقرب حمله على التوبة (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين، ج ۲ ص ۳۴۴، ۳۴۵، باب الحث)

للطبرانی رقم الحديث (۸۳۹) ۱

ترجمہ: جس کو یہ بات پسند ہو کہ (قیامت کے دن) اس کا نامہ اعمال اس کو خوش کرے، تو اسے چاہئے کہ اپنے نامہ اعمال میں استغفار کو کثرت سے شامل کیا کرے (طبرانی)

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

مَا مِنْ حَافِظَيْنِ يَرْفَعَا إِلَى اللَّهِ مَا حَفِظَا فِي يَوْمٍ فَقَرَأَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَوَّلِ الصَّحِيفَةِ وَفِي آخِرِهَا اسْتَغْفَرَا إِلَّا قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِي مَا بَيْنَ طَرَفَيْ هَذِهِ الصَّحِيفَةِ (مسند البزار) ۲

ترجمہ: نامہ اعمال محفوظ کرنے والے دو فرشتے جب کسی دن کے عمل کو محفوظ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھتے ہیں، پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اس دن کے نامہ عمل کے اول اور آخری حصہ میں استغفار کو ملاحظہ فرماتے ہیں، تو اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اس بندے کے اس نامہ عمل کے دونوں حصوں کے درمیان والی چیزوں کو معاف کر دیا (بزار)

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے باعث کسی دن اور کسی مجلس اور کسی عمل کے اول اور آخر میں استغفار کرنا اس کے درمیانی حصے کی کوتاہیوں کی تلافی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

۱ قال الهیثمی:

رواه الطبرانی فی الاوسط ورجاله ثقات (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۰۸، باب الاکتار من الاستغفار)

وقال المنذری:

رواه البیهقی بإسناد لا بأس به (الترغیب والترہیب، تحت رقم الحديث ۲۵۰۳، کتاب الذکر والدعاء)

۲ رقم الحديث ۶۶۹۶، ج ۱۳ ص ۲۱۸، مسند ابی حمزہ انس بن مالک.

قال الهیثمی:

رواه البزار وفيه تمام بن نجیح وثقه ابن معین وغيره وضعفه البخاری وغيره، وبقيۃ رجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۲۰۸، باب الاکتار من الاستغفار)

حدیث میں ایک صحابی کا واقعہ آتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ:

يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي لَأَخْشَى أَنْ يُدْخِلَنِي لِسَانِي النَّارَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَإِنَّكَ أَنْتَ مِنَ الْإِسْتِغْفَارِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ" (مستدرک حاکم) ۱

ترجمہ: یا رسول اللہ مجھے ڈر ہے کہ میری زبان مجھے جہنم میں داخل نہ کر دے؟ اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم استغفار سے کیوں دور ہو، میں تو اللہ تعالیٰ سے ایک دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں (حاکم)

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی اصلاح کے لئے استغفار کرنے کا حکم فرمایا، جس سے معلوم ہوا کہ استغفار کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے اعمال اور اعضاء خصوصاً زبان کی اصلاح ہوتی ہے۔

اور عورتیں کیونکہ زبان کے گناہوں (مثلاً لعن طعن، ناشکری، غیبت وغیرہ) میں کثرت سے مبتلا ہوتی ہیں اس لئے انہیں خاص طور پر استغفار کی ضرورت ہے۔

نیز حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استغفار کرنے کو دل پر آ جانے والے میل کے دور کرنے کا ذریعہ بتلایا ہے۔ ۲

۱۔ رقم الحدیث ۳۷۰۶، ج ۲ ص ۲۸۶، کتاب التفسیر، تفسیر سورة محمد.

قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه ہکذا "

وقال الذهبی فی التلخیص: صحیح

۲۔ عن أبی ہریرۃ، عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: إن العبد إذا أخطأ

خطیئۃ نکت فی قلبہ نکتۃ سوداء، فإذا هو نزع واستغفر وتاب سقل قلبہ، وإن عاد زید

فیہا حتی تعلو قلبہ، وهو الران الذی ذکر اللہ (کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا

یکسبون) هذا حدیث حسن صحیح (ترمذی رقم الحدیث ۳۳۳۳، واللفظ لہ، ابن

ماجہ رقم الحدیث ۴۲۴۴، مسند احمد رقم الحدیث ۷۹۵۲)

إسناده قوی، محمد بن عجلان صدوق قوی الحدیث، وباقی رجالہ ثقات رجال الصحیح (حاشیۃ

مسند احمد)

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سید الاستغفار کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ جو اس کو دن میں ایمان و یقین کے ساتھ پڑھ لے، اور اس دن شام ہونے سے پہلے فوت ہو جائے، تو وہ جنتیوں میں سے ہے۔

اور جو شخص اس کو رات میں ایمان و یقین کے ساتھ پڑھ لے، اور پھر صبح ہونے سے پہلے فوت ہو جائے، تو وہ جنتیوں میں سے ہے۔

اس سید الاستغفار کے الفاظ یہ ہیں کہ:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلَىٰ عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ .

ترجمہ: اے اللہ! آپ میرے رب ہیں، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ نے ہی مجھے پیدا کیا، اور میں آپ کا بندہ ہوں، اور میں آپ کے عہد (ميثاق) پر اور (حشر کے) وعدے پر اپنی حسب استطاعت قائم ہوں، میں آپ کے ذریعہ سے اپنے اعمال کے شر سے پناہ چاہتا ہوں، اور میں آپ کی اپنے اوپر نعمتوں کا اعتراف کرتا ہوں، اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں، پس میری مغفرت فرما دیجئے، کیونکہ گناہوں کو آپ کے علاوہ کوئی معاف نہیں کر سکتا (بخاری) ۱۔

۱۔ رقم الحدیث ۶۳۰۳، کتاب الدعوات، باب أفضل الاستغفار، واللفظ لہ، ترمذی
رقم الحدیث ۳۳۹۳، نسائی رقم الحدیث ۵۵۲۲، مسند احمد رقم الحدیث ۱۷۱۱، مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۳۰۰۵۲۔

قال المنلا علی القاری: (سید الاستغفار) قال الطیبی: استعیر لفظ السید من الرئيس المقدم الذى یعمد الیه فی الحوائج لهذا الذى هو جامع لمعانى التوبة کلها، وقد سبق أن التوبة غاية الاعتذار. اهـ. وتبعه ابن حجر، وهو یفید أن المراد بالاستغفار إنما هو التوبة، والظاهر من الحدیث الإطلاق، مع أن جامعیتہ لمعانى التوبة ممنوعة كما لا یخفى، إذ لیس فیہ إلا الاعتراف بالذنوب الناشئة عن ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ایک حدیث میں ہے کہ:

مَنْ جَلَسَ فِي مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ مِنْ مَجْلِسِهِ
ذَلِكَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِي مَجْلِسِهِ ذَلِكَ
(ترمذی) ۱

ترجمہ: جو کوئی کسی مجلس میں بیٹھے اور اس میں غپ شپ اور فضول باتیں ہوں
اور اس مجلس سے کھڑے ہونے سے پہلے یہ الفاظ کہہ لے:

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ
وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

تو اس مجلس میں ہونے والی باتیں معاف کر دی جاتی ہیں (ترمذی)

خواتین کی مجلسوں میں زبان سے فضول باتوں کا سرزد ہونا بالکل ظاہر ہے، جس میں لعن طعن
اور ناشکری کرنا بھی شامل ہے، اس لیے اگر خواتین ہر مجلس پر خواست کرنے سے پہلے مذکورہ
استغفار کے کلمات پڑھنے کا معمول بنالیں تو ان کے لیے مذکورہ حدیث پر عمل کرنے کی عمدہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الندامة، وأما العزم على أن لا يعود وأداء الحقوق لله والعباد، فلا يفهم منه أصلاً (أن تقول) أي: أيها
الراوي، أي أيها المخاطب خطاباً عاماً (اللهم أنت ربّي) : أي: ورب كل شيء بالإيجاد والإمداد
(لا إله إلا أنت) أي: للعباد (خلقتني) : استعناف بيان للتربية (وأنا عبدك) أي: مخلوقك
ومملوكك، وهو حال كقوله: (وأنا على عهدك ووعدك) أي: أنا مقيم على الوفاء بعهد
الميثاق، وأنا موقن بوعدك يوم الحشر والتلاق (ما استطعت) أي: بقدر طاقتي، وقيل: أي على ما
عاهدتك ووعدتك من الإيمان بك، والإخلاص من طاعتك، وأنا مقيم على ما عاهدت إلى من
أمرك ومتمسك به ومنجز وعدك في المثوبة والأجر عليه (مراقبة المفاتيح، ج ۲ ص ۱۶۹،
كتاب أسماء الله تعالى، باب الاستغفار والتوبة)

۱۔ رقم الحديث ۳۳۳۳، كتاب الدعوات، باب ما يقول إذا قام من المجلس، واللفظ له، مسند
احمد رقم الحديث ۱۰۴۱۵، شعب الايمان رقم الحديث ۶۱۹.

فی حاشیہ مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم، رجاله ثقات رجال الشيخين غير سهيل بن
أبي صالح، فمن رجال مسلم.

صورت پیدا ہو جائے گی۔

پھر استغفار زبان کا عمل ہے، اور ہر کام کے کرتے وقت زبان مصروف نہیں ہوتی؛ اور استغفار ایک ذکر ہے، جس کے لیے نہ تو پاک و صاف اور با وضو ہونا ضروری ہے، اور نہ ہی ایک جگہ بیٹھنا، اس لیے کہ بے وضو اور حیض و نفاس وغیرہ کی حالت میں بھی استغفار کیا جاسکتا ہے، اور چلتے پھرتے ہوئے بھی، کپڑے دھوتے، صفائی کرتے اور کھانا بناتے وقت بھی استغفار کرنا درست ہے۔

اگر خواتین ان کاموں کے دوران ذکر و استغفار کی عادت بنالیں تو ان کو جہنم سے بچنے کی بہت سہل اور آسان صورت میسر آ سکتی ہے؛ بشرطیکہ عمل کریں۔

فقط

محمد ضوان

۱۷/ شوال المکرم / ۱۴۲۸ھ 30 اکتوبر 2007ء بروز منگل

اضافہ و اصلاح: ۲۰/ شعبان / ۱۴۳۱ھ 02 / اگست / 2010ء بروز پیر

تقریر ثانی و اصلاح: ۶/ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ 26 جولائی 2012ء، بروز جمعرات

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

